



زیارت عاشورا
کی
تعلیمات

جواد محدثی

زیارت عاشورا کی تعلیمات

مواد محدثی

زیارت عاشورا کی تعلیمات

جواد ممدّئی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سخن ناشر

شیعوں کی خالص اور بے نیاز ثقافت کہ جو اہل بیت عصمت و طہارتؑ کی میراث ہے، معصومینؑ کی روایات، ادعیہ، زیارت ناموں اور دیگر باقی ماندہ آثار میں متجلی ہے۔ ان اعلیٰ تعلیمات سے آشنائی، ایمان میں اضافہ کرتی ہے اور اس دین کے پیروکاروں اور اس مکتب پر اعتقاد رکھنے والوں کی شخصیت کو بڑھاتی ہے اور ”حیات طیبہ“ اور معنوی ماحول میں زندگی گزارنے کیلئے رہنمائی بھی کرتی ہے۔

”زیارت عاشوراء“ ان پر ثمر اور سبق آموز متون میں سے ہے کہ جس کے پڑھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے اور روایات میں اس زیارت کے مستقل پڑھنے کے بارے میں کافی ثواب اور خواص و کرامات نقل ہوئے ہیں۔

شیعوں کے ائمہؑ یا اس پاک خاندان کے فرزندوں میں سے ہر ایک کی زیارت، زائر کی روح اور اس کے عمل پر تربیتی اور روحانی آثار مترتب کرتی ہے۔

عصمت پبلشرز کو اس بات پر فخر ہے کہ اسلامی ثقافت کی نشر و اشاعت کے کام کے آغاز میں، زیارت عاشوراء کے متعلق ایک نہایت ہی مفید کتاب کو نشر کر رہا ہے تاکہ علوم اور معارف اہل بیتؑ کی نشر و اشاعت کے ساتھ ساتھ اہل بیتؑ کی برجستہ اور عظیم ہستیوں کو، جو ان نسل اور اہل مطالعہ کیلئے آشنا کرنے کا مقدمہ فراہم کرے اور یہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

زیارت عاشوراء کی تعلیمات

مؤلف: جواد محدثی

مترجم: جعفر علی نجم

ناشر: عصمت پبلشرز

طبع: اول ۱۴۲۱ھ

تعداد: ۳۰۰۰

قیمت: ۳۵ روپے

ISBN: 964 - 6963 - 15 - 3

آل اللہ (اہل بیتؑ) کے عظیم حق اور رسالت مودت ذی القربیٰ کیلئے انجام دیا جانے والا نہایت ہی حقیر سا کام ہے۔

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اہل بیتؑ اور اس خاندان کے معارف کی ثقافت سے آشنائی کیلئے، منجملہ نہایت ہی مفید آثار میں سے ہے کہ جو مصنف معاصر حجت الاسلام جناب جواد محدثی صاحب نے اپنے خوبصورت قلم کے ساتھ نئے اسلوب اور دلچسپ انداز میں لکھی ہے۔

امید ہے کہ عام قارئین محترم اور خاص کر نوجوان نسل کیلئے یہ کتاب مفید اور رہنما ثابت ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

عصمت پبلشرز

ایران۔ قسم۔ ۱۳/ ذی الحجہ/ ۱۳۲۰

مقدمہ

قال الصادقؑ:

مَنْ زَارَ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ عَاشُورَا كَانَ كَمَنْ تَشَحَّطَ بِدَمِهِ بَيْنَ يَدَيْهِ (۱)۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: جس نے عاشورا کے روز امام حسینؑ کی زیارت کی وہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے امام حسینؑ کے ساتھ، خود کو اپنے خون میں آلودہ کیا ہو۔

زیارت کا سبق آموز پہلو اور سیاسی فلسفہ

”زیارت عاشورا“ کی تعلیمات کے بارے میں آگے چل کر بات کریں گے، لیکن

یہاں پر اس مقدمے کا بیان ضروری ہے:

شیعوں کی ثقافت میں، کہ جو مکمل طور پر امام، تحریک اور جذبہ کی ثقافت ہے جو تعلیم اور سمت دینے اور ایک خاص موقف اختیار کرنے کی ثقافت ہے، ”زیارت“ کا ایک خاص مقام ہے۔ زیارت عملی طور پر ایک قسم کا تولی و تبری ہے۔

زیارت گویا اپنے موقف کا اعلان کرنا اور فکری راستے اور سماجی و سیاسی نظریات کا بیان کرنا ہے۔ زیارت، شہادتوں کا احترام ہے، اعلیٰ اقدار کا اکرام ہے اور رہبر کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ واقعاً، امام حسینؑ کی کربلا میں زیارت کے لیے، کیوں اس قدر خوف و خطرہ ہونا چاہیے؟

اور کیوں اقتدار پرست اور عیاش ظالم و حاکم لوگ، شہیدان کربلا کی خاک پر شیعوں کے جمع ہونے سے اس قدر ہراساں ہیں؟ یہ سب کچھ فقط اور فقط زیارت امام حسینؑ، خون شہید، تربت شہید، شہید کے نام، اس کی یاد اور اس کے تاثرات کے الہام بخش ہونے، نیز شہید کے لیے ذکر مصیبت کرنے اور شہید کی یاد میں مجلس برپا کرنے کی وجہ ہے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ شیعہ، سالار شہیدان حضرت امام حسینؑ کے مرقد اور روضے کو خالی چھوڑ دیں؟ شیعہ اپنے خون، آنسو، اپنے گریہ و زیارت اور اپنے حماسہ و جہاد کے ذریعہ مکتب کربلا، عاشورا کی کلاس اور حسینی تعلیمات کا تحفظ کریں گے۔ یہ کام آج اور کل، اس سال، اس صدی اور اس زمانے تک محدود نہیں ہے۔ جب سے شروع ہوا ہے ایسا ہی تھا اور جب تک ہے اسی طرح رہے گا۔

مرحوم شیخ عباس قمیؒ لکھتے ہیں: ”بارون الرشید کے زمانے میں، امام حسینؑ کی زیارت کا اس قدر رواج تھا اور شیعہ و سنی، عورتیں اور مرد، دور اور نزدیک سے اس طرح امام حسینؑ کی قبر پر جاتے تھے کہ حرم حسینیؑ لوگوں سے کچھ بھرا رہتا تھا اور وہاں پر عجیب قسم کی بھیڑ رہتی۔ چنانچہ یہی مسئلہ بارون الرشید پر خوف طاری ہونے کا سبب بنا۔ اس کا خوف اس بات پر تھا کہ عوام مبادا اس اجتماع، بھیڑ اور زیارت کی وجہ سے، امیر المؤمنینؑ کی اولاد کی طرف مائل ہو جائیں اور ان سے اظہار محبت کر کے ان کے ارد گرد جمع ہو جائیں اور اس سے حکومت و خلافت عباسیوں سے علویوں کو منتقل ہو جائے۔ اسی لیے اس نے کوفہ کے والی موسیٰ بن عیسیٰ کو ایک حکم بھیجا۔ والی کوفہ نے بارون کے خط کے مطابق، امام حسینؑ کی قبر کو خراب کر دیا اور اس کے ارد گرد عمارتیں تعمیر کر کے اس پاس کی زمینوں

امامؑ و شہداء کی زیارت کے لیے جانا اور ان کے مزار پر زیارت نامہ پڑھنا ان کے مقصد کا احیاء کرنا اور ان کی سرخ راہ کے ساتھ اپنے پیمان کی تجدید کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیارتوں کے بارے میں اس قدر ثواب اور اتنا اجر نقل ہوا ہے اور شیعوں کے ائمہؑ اور ان کے بچے پیر و کاروں کا زیارت کو اتنی اہمیت دینا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا۔

امام صادقؑ، امام حسینؑ کی زیارت کے ثواب کو، پیغمبرؐ اور امام عادل کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے کے ثواب کے برابر بیان کرتے ہیں^(۱) ایک اور مقام پر امام صادقؑ زیارت کا ثواب، شہدائے بدر کے اجر کی مانند قرار دیتے ہیں^(۲)۔

ایک مفصل روایت میں، ایک شخص امام صادقؑ سے، زیارت امام حسینؑ کے متعلق کچھ سوالات کے ضمن میں پوچھتا ہے:

۔ اگر کوئی شخص حضرت امام حسینؑ کی زیارت کرتے ہوئے، بادشاہ کے ظلم و ستم سے دچار ہو جائے اور وہاں پر اسے مار دیا جائے تو اس شخص کا اجر کیا ہے؟

امام صادقؑ: اسکے خون کے پہلے قطرے سے، اسکے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ جو شخص زیارت کی راہ میں زندان میں ڈال دیا جائے تو اس کا اجر کیا ہے؟

امام صادقؑ: جس ہونے والے دنوں میں، ہر دن کی پریشانی کے بدلے میں، قیامت کے روز اسے ایک خوشی نصیب ہوگی۔

۔ جو شخص امام حسینؑ کی زیارت کی راہ میں، جس ہونے کے بعد مار بھی کھائے، اس کا اجر کیا ہے؟

امام صادقؑ: اس کے جسم پر حاصل ہونے والے ہر درد کے بدلے اس کو ایک نیکی ملے گی^(۳)۔

۱۔ ثواب الاعمال، ص ۸۱۔ ۲۔ کامل الزیارات، ص ۱۸۳۔ ۳۔ کامل الزیارات، ص ۱۴۴۔

کو کاشت کے قابل بنایا اور ان میں زراعت شروع کر دی (۱)۔

لیکن لوگوں کی عقیدت ہرگز ختم نہ ہوئی اور بارون الرشید کے بعد آنے والے خلفاء نے کچھ بھی نہ کہا، یہاں تک کہ متوکل کا دور آیا، اسے خبر ملی کہ عجیب بات ہے کہ تم ابھی بیٹھے ہو؟ لوگ کوفہ سے حسین بن علیؑ کی قبر پر آتے ہیں اور وہاں اجتماع کرتے ہیں... متوکل نے ایک لشکر بھیج کر اس مقام کو خراب کر دیا، لیکن لوگ زیارت کے موسم میں پھر بھی جمع ہو جاتے اور یہاں تک کہ قتل ہونے سے بھی خائف نہ تھے، وہ کہتے تھے: اگر ہم سب قتل بھی کر دیے جائیں تو پھر بھی ہمارے بازماندگان اور ہماری آئندہ نسلیں زیارت کے لیے آئیں گی... (۲)۔

تاریخ میں اس قسم کے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ جن کے بیان کرنے کا یہ مقام نہیں ہے۔

اس تحریر کا اصلی مقصد اس "زیارت نامہ" کی وضاحت کرنا ہے، لیکن وہ چیز جس سے غافل نہیں ہونا چاہیے وہ عاشورا و کربلا کے الہام بخش ہونے والا پہلو ہے۔

یہی بات، عصر عاشور کو حضرت زینب کبریٰؑ نے اپنے بھتیجے حضرت امام سجادؑ کو فرمائی کہ: اسی سرزمین کربلا پر آپ کے باپ حضرت سید الشہداء کی قبر پر ایک علامت اور نشانی نصب کر دیں گے کہ جس کا اثر، کبھی بھی پرانا اور فرسودہ نہ ہوگا اور نہ ہی شب و روز گزرنے سے وہ محو ہوگا۔ لوگ ہر سو سے اس کی زیارت کے لیے آئیں گے۔ کفر کے سربراہ، ظالم حاکم اور گمراہی کی پیروی کرنے والے ہر چند اس کے محو کرنے، اس کو ختم کرنے اور اس کو خاموش کرنے کی کوشش کریں گے، لیکن آپ کے آثار آشکار تر اور آپ کا عمل بلند مرتبہ ہوتا چلا جائے گا (۳)۔

۱۔ حقہ المنتقی، ص ۲۳۰ و ۲۳۱۔ ۲۔ سابقہ حوالہ۔ ۳۔ سابقہ حوالہ۔

جب حقیقت حال یہ ہو تو جو زیارت پڑھی جاتی ہے وہ بھی خطا، محتوی اور اہمیت کے اعتبار سے نہایت ہی حساسیت کی حامل ہے، یہی وجہ تھی کہ شیعوں کے ائمہؑ نے، اپنے شاگردوں، اصحاب اور پیروکاروں کیلئے زیارت نامے بیان کر کے اور انکی تعلیم دے کر، اس مقدس اور موقف والے انقلابی عمل کو ایک سمت دی اور اسے مستغنی بنا دیا۔

ہمارے زیارت نامے، شیعوں کی ثقافت، ائمہؑ کی تعلیمات، اخلاقیات، اعلیٰ اقدار اور صحیح تاریخ کا مجموعہ ہیں اور یہ دعا کرنے اور راز و نیاز کرنے کا صحیح طریقہ بیان کرتے ہیں۔ یہ زیارت نامے، ظالموں کے چہروں سے نقاب اٹھاتے ہیں اور یہی ہمیں نبوت و امامت کے امور اور دسیوں دیگر اہم مسائل سے آشنا کرتے ہیں۔

"زیارت عاشورا" کہ جو دعا زیارت کی کتب میں نقل ہوئی ہے، امام محمد باقرؑ نے، تعلیم فرمائی ہے اور یہ انہوں نے "علقمہ بن محمد حضری" کو ان لوگوں کے لیے سکھائی ہے جو حضرت سید الشہداءؑ کی دور سے زیارت کرنا چاہتے ہوں۔

اس زیارت کا بہت زیادہ ثواب ہے اور یہ منجملہ ان زیارتوں میں سے ہے کہ صالحین، علماء اور شیعہ اس کے روزانہ اور ہمیشہ پڑھنے کا خیال رکھتے ہیں۔

اس تحریر میں ہمارا مقصد، اس زیارت نامے کا ترجمہ کرنا نہیں، بلکہ چند ایسے اہم اور حساس نکات کے بارے میں تاکید کرنا ہے کہ جنکا اس مقدس و مبارک زیارت نامے میں ذکر ہوا ہے۔

امید ہے کہ زیارت ناموں کو پڑھتے وقت، لفظ سے زیادہ معنی کی طرف توجہ دیں، ثواب سے زیادہ، زیارت کے تربیتی اور مثبت اثر کی طرف دھیان دیں اور جس امام کی زیارت کر رہے ہیں اس کی حیات، تعلیمات اور اس کے کلمات سے اپنی فردی و سماجی زندگی میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔

قسم۔ ایران / جواد محمدی

امام حسینؑ پر درود و سلام بھیجنا، حقیقت میں حق و عدالت اور آزادی پر درود بھیجنا ہے۔

جہاد، خون اور شہادت پر سلام بھیجنا ہے۔

حضرت امام حسینؑ میں مجسم ہونے والی فضیلتوں کو زندہ کرنا ہے۔

دینی شعائر کی تعظیم کرنا اور مقام امامت کا اکرام و احترام کرنا ہے۔

اس زیارت نامہ یا باقی زیارت کی عبارتوں میں جو چیز نظر آتی ہے وہ امامؑ کو پیغمبرؐ علیؑ، فاطمہؑ و خدیجہؑ... کے بیٹے ہونے کی حیثیت سے سلام کرنا ہے اور درحقیقت ان بزرگوں کے فرزند کے طور پر سید الشہداءؑ کو یاد کرنا، ایک مقدس اور نورانی سلسلہ کو یاد کرنا اور ایک شجرہ طیبہ کا ذکر کرنا ہے۔

اہل بیتؑ کی "عصمت" اور "طہارت" کو یاد کرنا ہے۔

حسینؑ جیسے بھی ہو اور جو بھی ہو، بالآخر "رسول اللہؐ" کی ذریت میں سے ہے اور خدا کے اس عظیم پیغمبرؐ کا بیٹا ہے، علی ابن ابی طالبؑ اور زہراءؑ کا بیٹا ہے۔

وحی و قرآن کے خاندان سے، حسینؑ کا ربط دینا، پیغمبرؐ کی قربانیوں اور زحمات، علیؑ کی کوششوں اور جہاد، نیز فاطمہؑ کی عفتوں اور علم و خلوص کو یاد کرنا ہے۔ زیارت پڑھ کر ہر وہ چیز جو ہم رسول خداؐ، امیر المؤمنینؑ اور صدیقہ کبریٰؑ کے بارے میں سن چکے ہیں اور جانتے ہیں، یاد آجاتی ہے اور اس بات کی یاد آوری کی جاتی ہے کہ حسینؑ اس نبوت کے نورانی شجرہ سے ہے اور اس خاندان کے خون کا حصہ اور اس کی اصل سے ہے۔

نبوت کا نورانی شجرہ

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ رَسُولِ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَابْنَ سَيِّدِ الْوَصِيِّينَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ

اگرچہ اس زیارت کا نام "زیارت عاشوراء" ہے، لیکن یہ کسی زمان و مکان کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ آپ ضرور کربلا میں اور حرم حسینؑ میں ہوں اور عاشوراء کے روز، حضرت سید الشہداءؑ کے ساتھ کلام کریں اور زیارت پڑھیں، بلکہ آپ جس وقت بھی اور جہاں بھی ہوں، اس دعا کی فضیلت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ بہت سے علماء، صلحاء، اہل دعا و حمد اور اہل عرفان ایسے تھے اور اب بھی ہیں جو بلا ناغہ روزانہ یہ زیارت پڑھتے تھے اور اب بھی پڑھتے ہیں اور ہر روز اپنے مولاؑ کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں، عہد و پیمان باندھتے ہیں اور اپنی ولایت و عقیدت کو زباں پر جاری کرتے ہیں۔

زیارت کے آغاز میں حضرت سید الشہداء، ابا عبد اللہ الحسینؑ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ آپؑ پر تحیت و سلام ہدیہ کرتے ہیں اور آپؑ کے ساتھ عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

ابھی تک نہیں لیا گیا۔

اے عدالت کے ملاشیو!... اے حق پرستو!...

اے آزاد انسانو! اور اے شرافت کو دوست رکھنے والو!...

باطل ستم کاروں اور بے حیا مطلق العنان لوگوں کے ذریعہ، عدالت، حق، آزادی اور شرافت کا خون بہایا گیا ہے۔ پس کہاں ہے وہ آپ کی انسانی غیرت و حمیت؟! اے قبیلہ اسلام! اے امت قرآن! اے علی و حسین کے شیعو! اے شہادت کے شاگردو!

اے مکتب کربلا کا علم سکھینے والو!... اے تمام کے تمام انسانو!

حسینؑ خون خدا ہے اور خون خدا (علیؑ) کا بیٹا ہے۔

یہ خون اسی طرح بہہ رہا ہے اور بہہ رہا ہے۔

حسینؑ کی "ہل من ناصر" کی فریاد اب بھی کانوں تک پہنچ رہی ہے۔ دین خدا کی مدد کیلئے، نصرت و مدد مانگنے میں، حسینؑ کا استغاثہ اب بھی بلند ہے۔ حسینؑ کا خون اب بھی خشک نہیں ہوا اور جاری ہے، کیونکہ ظلم اسی طرح قائم ہے اور ظالموں سے انتقام نہیں لیا گیا۔

حسینؑ "وَنَزَّ الْمَوْتُورُ" ہے؛ انتقام نہ لیے جانے والا خون ہے۔

خون خدا پر سلام بھجیجنا، خاموش تاریخ کی دنیا میں فریاد بلند کرنا ہے تاکہ ایک فریاد برپا ہو اور کسی مظلوم کی مدد ہو اور کسی خون کا قصاص لیا جائے۔

ہرچہ حلقوم خشنناک، بہ خاک ہرکہ ماندہ است، ماندہ بی فریاد

ہرچہ خون ریخت از گوی شہید ماندہ بی انتقام و رفتہ زیاد

(ترجمہ: ہر بلند ہونے والی فریاد کو خاک میں ملا دیا جاتا ہے۔ اور ہر باقی رہ جانے والا

خدا کا خون

اس زیارت اور بعض دیگر زیارتوں میں، حسین بن علیؑ کو "نار اللہ" کے نام سے پکارا گیا ہے۔ نار اللہ یعنی خدا کا خون۔ حسینؑ بھی خدا کا خون ہے اور علیؑ بھی خدا کا خون ہے۔ "نار اللہ" و ابن تارہ "یعنی اللہ کا خون اور اللہ کے خون کا بیٹا۔ کربلا میں حضرت سید الشہداءؑ کا خون بہانا، حرمت الہی کے حریم پر تجاوز کرنا اور خدا کی دشمنی کو مول لینا ہے۔

شیعو، قبیلہ "آل اللہ" میں سے اور ائمہ کے طرفدار ہیں نیز اہل بیتؑ کا انتقام لینے والوں میں سے ہیں۔ اہل بیتؑ "آل اللہ" ہیں۔ ان اماموں کی شہادت، حقیقت میں خدائی خون کا بہنا ہے۔

وہ خون جو خدا کے دین کی راہ میں امام کی رگوں میں جاری تھا اور الہی دین کی حفاظت اور قرآن کی پاسداری کیلئے، کربلا کے وسیع دشت میں بہایا گیا، دوسرے خونوں سے فرق رکھتا ہے۔

جب یہ خون بہایا گیا تو عالم کے خدا پرست اور دنیا کے حق جو، جہاں بھی تھے، مظلوم ہو گئے اور صاحب عزت اور خون کے وارث بن گئے۔ وہ خون جو کربلا میں بہایا گیا اور اسی طرح وہ خون جو محراب کوفہ میں علیؑ کے سر سے جاری ہوا، ابھی تک اس کا انتقام باقی ہے۔ ان مظلوم خونوں کا انتقام کہ جو خون خدا ہیں اور خدا کی راہ میں بہائے گئے ہیں۔

بے فریاد ہو جاتا ہے۔ شہید کے گے سے جتنا بھی خون بہا ہے بے انتقام رہ گیا ہے اور بھول چکا ہے۔)

حسینؑ "ثار اللہ" ہے اور خدا کا خون ایک لمحہ بھی بننے سے رکے گا نہیں، کیا ایسا نہیں کہ:

ظلم بر مجموعہ الدت سخت می کوشد ہنوز ظالم از خون دل مظلوم می نوشد ہنوز
تا عدالت را کند جاوید در عالم حسینؑ خون پاکش بر بساط ظلم می جوشد ہنوز
(ترجمہ: اب بھی ظلم، عدالت کو مٹانے کی سخت کوشش کر رہا ہے۔ اب بھی ظالم، مظلوم کا خون پی رہا ہے۔ حضرت امام حسینؑ کے دنیا میں مکمل عدالت قائم کرنے تک، ان کا پاک خون ظلم کے ٹھکانوں پر اب بھی جاری ہے۔)

ہم اب بھی اس راہ کے وارث اور اس پر چلنے والے ہیں۔ جیسا کہ ہم اس کے دعویدار بھی ہیں۔ ہمیں ان کی پیروی کرنی چاہئے اور ذلت قبول نہ کر کے، ہمیں اپنی انسانی شرافت و کرامت کو کسی صورت میں بھی۔ جیسے بھی ہو اور جتنی بھی ہو۔ اپنے ہاتھ نے نہیں کھوئی چاہئے۔

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ خدا کے قبیلہ سے ہوں اور تاریخ کی انتہا تک "خون خدا" کے خونخواہ اور "ثار اللہ" کے انتقام لینے والوں میں سے باقی رہیں۔

سلام ہو حسینؑ پر جو خون خدا ہے اور سلام ہو ان پاک ہستیوں پر، جنہوں نے اس امامؑ کے قدموں میں اپنے آپ کو قربان کیا اور اس امامؑ کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ ہر شب دروز ہمارا اور خدا کا سلام ہو... اس وقت تک، جب تک کہ شب دروز باقی ہے۔

عظیم سوگ اور مصیبت عظمیٰ

لَقَدْ عَظُمَتِ الرَّزِيَّةُ وَجَلَّتْ وَعَظُمَتِ الْمُصِيبَةُ بِكَ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ جَمِيعِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ
وَجَلَّتْ وَعَظُمَتِ مُصِيبَتُكَ فِي السَّمَوَاتِ عَلَىٰ جَمِيعِ أَهْلِ السَّمَوَاتِ...

اے حسینؑ! تیری مصیبت ہمارے لیے اور تمام اہل اسلام کیلئے اور آسمانوں میں اور آسمان کے تمام رہنے والوں کیلئے بہت ہی بزرگ و عظیم ہے۔

گویا طلوع می کند از مغرب، آفتاب
کا شوب، در تمامی ذرات عالم است
گر خوانمش قیامت کبریٰ، بعید نیست
این رستخیز عام، کہ نامش "محرم" است
در بارگاہ قدس، کہ جای ملال نیست
سرهای قدسیان همه بر زانوی غم است
جن و ملک، بر آد میان، نوحہ می کنند
گویا عزای اشرف اولاد آدم است

مختتم کاشانی

(ترجمہ: یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا سورج مغرب سے طلوع کر رہا ہے۔ کیونکہ دنیا کے

بعد از تو اشک دیدہ مان ہرگز نختکید بعد از تو خاطرہ ہایمان ہرگز نیا سود
(ترجمہ: آپؐ کی وفات کے بعد علیؑ کی اولاد کو آوارہ کر دیا گیا۔ خون پر سجدہ کروا کے
خون میں ڈبو دیا گیا۔ کوفہ میں محراب علیؑ گلابی رنگ ہوئی، کربلا کا سرخ صحرا، خون سے
رنگین ہوا۔ آپؐ کے حسینؑ کے قرآن پڑھنے والے اور حق بیان کرنے والے لبہائے
مبارک، خیزران کی چھڑی کی ضربوں کی آماج بن گئے۔ اے پیغمبرؐ آپ کے بعد ہرگز
ہماری آنکھوں کے آنسو خشک نہیں ہوئے، آپؐ کے بعد کبھی ہمیں سکون نصیب نہیں
ہوا۔)

کیا یہ ہمارے لیے بڑی مصیبت اور عظیم سانحہ نہیں کہ عاشورا کے واقعہ میں "امت" کو
"امام" سے محروم کر دیا گیا؟

کیا یہ "اہل اسلام" کے لیے ایک عظیم دھچکا نہیں کہ "مسلمانوں کے امام" کو شہید کر
کے اس کے جسم اطہر پر گھوڑے دوڑائے جائیں اور ایسے سینہ مطہر کو جو علوم الہی کا مخزن
اور معرفت و حکمت کا معدن ہو، ستم کرنے والے سواروں کی ٹاپوں تلے روندنا جائے؟
کیا یہ مسلمانوں کے لیے ناقابل تلافی نقصان نہ تھا کہ ائمہؑ کو اپنے زمانہ میں گوشہ نشینی
پر مجبور کیا، یہاں تک کہ بات کرنے اور موعظہ و نصیحت کرنے کا حق بھی ان سے چھین
لیا گیا؟

کیا اہل زمین و آسمان، اہل خاک و افلاک اور جن و انس کے لیے یہ خسارہ نہ تھا کہ
یزیدیوں کے ظلم کی وجہ سے، حسینؑ امامت کا چراغ بجھ گیا اور یہ جگر گوشہ زہراءؑ و علیؑ اور
یہ رسول اللہؐ کا نواسہ، پتے ہوئے صحراء میں، دشمن کی فوج کے گھیرے میں، بہتر شہید پیش
کر کے جام شہادت نوش فرما گیا اور اس کے خشک ہونٹوں پر جاری ہونے والی اس کی
"ہل من ناصر" کی فریاد، اس کی پیاس کی وجہ سے خاموش ہو گئی؟

کونے کونے میں آشوب برپا ہے۔ اگر اس پر قیامت کبریٰ کا نام رکھا جائے تو کوئی بڑی
بات نہیں۔ یہ وہی ہنگامہ عام ہے کہ جس کا نام "محرم" ہے۔ خداوند کی ذات کے پاس
جانے میں کوئی غم نہیں، لیکن تمام ملائک، اس غم سے نڈھال ہیں۔ جن و ملک، انسانوں پر
نوحہ کنال ہیں۔ گویا اولاد آدمؑ میں سے اشرف اور بہترین شخص کی عزا ہے۔)

خون حسینؑ کو رگوں میں دوڑنا چاہئے تھا اور آپؐ کو زندہ رہ کر معاشرے کو الہام
و آگاہی دینی چاہئے تھی، لیکن یہ خون صحراء "طف" کے پتے ہوئے ریگستان میں بہہ گیا۔
فرزند علیؑ کے اس پاک گمے کو ایمان کی فریاد بلند کرنی چاہئے تھی اور قرآن سکھانا
چاہئے تھا، لیکن یہ گلہ، نفاق کے خبڑے کاٹ دیا گیا، آپؐ کے سر مطہر کو بدن سے جدا
کیا گیا اور آپ کے سر نے نیزے پر قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔

حضرت سید الشہداءؑ کے لبہائے مبارک سے حکمت کے در اور معرفت کے موتی
بیان ہونے چاہئے تھے، لیکن یہ یزید کی مستانہ ضربوں کی آماج بنے رہے۔
کیا یہ سوگ، عظیم نہیں؟ کیا یہ مصیبت، عظمیٰ نہیں؟ کیا یہ درد، جانسوز اور
جگر سوز نہیں؟

اے بار الہا! ہمیں اس عظیم سوگ میں عزادار قرار دینا، اے رسول پاک! اس
"مصیبت عظمیٰ" میں اپنی امت کو شریک سمجھنا۔
یا رسول اللہؐ...

بعد از تو اولاد علیؑ آوارہ گشتند بر خون سجود آورده و در خون نشستند
در کوفہ محراب علیؑ گردید لگلوں صحرائی سرخ کربلا، رنگین شد از خون
لبہای قرآن خوان و حلقوی "حسین" است
آماج ضربتہای چوب خیزران گشت

عاشورا کے روز جو کچھ پیش آیا، اس سے بڑا رنج و غم اور کیا ہو سکتا ہے؟ ایک راوی کہتا ہے: میں نے امام صادقؑ سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ روز عاشورا مصیبت و غم اور رنج و گریہ کا دن ہے، لیکن وفات پیغمبرؐ و رحلت فاطمہؑ کا روز نہیں اور نہ ہی علیؑ کی شہادت اور امام حسن مجتبیٰؑ کا دن؟!!

امامؑ نے فرمایا: "امام حسینؑ کے دن کی مصیبت، باقی دنوں کی مصیبت سے بہت عظیم ہے" (۱)۔

اور یہ بھی امام صادقؑ کا فرمان ہے کہ:

"مصیبتوں اور حادثات پر گریہ وزاری اور کھرام بپا کرنا، انسان کے لیے مکروہ اور ناپسندیدہ ہے، لیکن "حسین بن علیؑ" پر گریہ اس طرح نہیں، بلکہ یہاں گریہ کرنے کا اجر بھی ملتا ہے" (۲)۔

اس عظیم مصیبت پر ہر صورت میں رونا چاہئے، اس پر آنسو ہی نہیں، بلکہ خون بہایا جائے تو بھی کم ہے۔

جادار و از اندوہ در سوگ حسینیؑ گر جای اشک از دید گانت، خون چکانی (ترجمہ: حسینی سوگ میں اگر آنکھوں سے آنسوؤں کے بجائے خون بھی بہاؤ تو بھی کم ہے۔)

امام باقرؑ نے ایک مفصل روایت میں، امام حسینؑ کی شہادت کے غم میں حتیٰ ایک دوسرے کو تعزیت کہنے کا طریقہ کار بھی بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

أَعْظَمَ اللَّهُ أَجُورَنَا بِمُضَانِنَا بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعَلْنَا وَإِنَّا كُمْ مِنَ الطَّالِبِينَ بِخَارِهِ مَعَ وَلِيِّهِ الْإِمَامِ الْمَهْدِيِّ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

کیا یہ مصائب، آسمانوں میں عظیم نہیں کہ "آل اللہ" کا قتل عام کر کے "حرم اللہ" (۱) کو دشمن نے اسیر بنا لیا اور "اعدا اللہ" نے "اولیاء اللہ" پر حملہ کیا اور "اہل بیت رسول اللہ" کو قیدی بنا کر شہر بہ شہر، دشت بہ دشت اور صحراء بہ صحراء گھمایا گیا؟.. جی، اے حسینؑ عزیز!

تجھ پر خدا، فرشتوں اور رسولوں کا درود ہو۔ آپ اپنی شہادت کے ساتھ، مظلوم واقع ہوئے اور شہید حق اور شہیدوں کے سالار بن گئے۔ آپ پر حق کا سلام ہو کہ اس طرح مظلومانہ شہید ہوئے کہ "مظلومیت" میں ضرب المثل بن گئے،

جیسا کہ شہادت سے قبل، پیغمبرؐ آپ کے لیے روئے،

جیسا کہ زین العابدینؑ نے آپ پر گریہ کیا،

جس طرح آسمان کے فرشتوں نے آنسو بہائے،

جیسے شیعوں کے ائمہؑ آپ کے سوگ میں غمگین تھے،

امام رضاؑ نے "ریان بن شبیب" سے فرمایا:

"اے شبیب کے بیٹے! اگر تم چاہتے ہو کہ ہشت کے اعلیٰ درجات میں ہمارے ساتھ ہو تو ہمارے غمگین ہونے سے، تم بھی غمگین ہو جاؤ اور ہماری خوشی کے ساتھ، تم بھی مسرور ہو جاؤ۔ تمہیں ہماری ولایت اور وابستگی کا خیال رکھنا چاہئے جو شخص جس پتھر کو دوست رکھے گا، قیامت کے روز خدا اس کو اس کے ساتھ محشور فرمائے گا" (۲)۔

یہ ہے ائمہؑ کے ساتھ ولایت کی شرط۔ یہاں تک کہ خوشی اور غمی میں بھی ان کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔

خداوند امام حسینؑ کے بارے میں ہماری مصیبت کے اجر میں اضافہ فرمائے اور ہمیں اور آپ کو اس کے انتقام لینے والوں میں سے قرار دے، اپنے ولی ”مہدی آل محمدؑ“ کے ساتھ (۱)۔

امام حسینؑ پر گریہ کرنا اور سالار شہیدانؑ وائمہ طاہرینؑ کی یاد میں مجالس عزاء برپا کرنا، انہی کے احکام کا احیاء کرنا ہے اور یہ ان کی زندگی اور ان کے جہاد و جاں نثاری سے سبق سیکھنا ہے۔ یہ ان کی شہادت سے درس لینا اور ان کی راہ کو جاری رکھنے کے لیے محرک پیدا کرنا ہے، نیز یہ ان کے دشمنوں سے مقابلہ کرنا اور ان کے فضائل کو پیش کرنا ہے اور یہ ان کے قاتلوں اور مخالفوں کو ذلیل و رسوا کرنا ہے۔

ظلم اور ظالم سے نفرت اور اس پر لعنت کرنا

قُلْنَا لِلَّهِ أَثَمَةٌ أَنتَ أَنتَ الظُّلُمُ وَالْجَوْرُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَلَعَنَ اللَّهُ أُمَّةً دَفَعَكُمْ عَنْ مَقَامِكُمْ وَأَزَالَتْكُمْ عَنْ مَرَاتِبِكُمْ الَّتِي رَتَّبَكُمْ اللَّهُ فِيهَا

”خدا لعنت کرے اس قوم پر جس نے آپ اہل بیتؑ پر ظلم و ستم کی بنیاد رکھی ہے۔ خدا لعنت کرے اس قوم پر جس نے آپ کو اپنے مقام سے ہٹا دیا اور خدا کی طرف سے حاصل ہونے والے مرتبے سے آپ کو دور کر دیا“

بے شک، عاشورا پہلا وہ دن نہ تھا کہ جس روز اہل بیتؑ پر ستم ہوا اور شہر، عرسعد و ابن زیاد بھی پہلے ان ظالموں میں سے نہ تھے جنہوں نے رسول اللہؐ کے خاندان کے حق میں ظلم کیا۔

کربلا، ان ہمیشگی مظالم کے سلسلے کی ایک کڑی تھی کہ جو کئی برس قبل، شروع ہو چکی تھی، عاشورا کے روز امام حسینؑ کے قلب پر لگنے والا تیر، ظلم و ستم کی تاریخ کی کمان سے نکلا تھا۔ حقیقت میں جن تیروں، نیزوں اور تلواروں نے کربلا میں امام حسینؑ کو نشانہ بنایا وہ ایسے تیر اور نیزے نہ تھے جو فقط عرسعد کے ذریعے اور عاشوراء سن ۶۱ھ کے روز کربلا میں امام حسینؑ کی طرف پھینکے گئے، بلکہ یہ وہ تیر تھے جو ہجرت کے گیارہویں سال، پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے روز، ”سقیفہ بنی ساعدہ“ میں پیغمبرؐ کے قلب پر لگائے گئے۔ یہ تیر امام حسینؑ کی طرف نہیں پھینکے گئے، کیونکہ انحراف اور بکروی کا آغاز وہیں سے ہوا اور اس روز

آپؐ مشعل ہدایت اور نجات کی کشتی ہیں۔

”ان الحسین مصباح العمی وسفینۃ النجاة“

اور امام حسینؑ کے بعد ایک اور امام، ایک اور مشعل جلالنے والا، ایک نیا ہادی اور رہبر، ایک اور امام برحق اور عدالت قائم کرنے والا ”صلح بعد صلح“ اور ”صادق بعد صادق“ آئے گا۔

لیکن... ایسا نہیں ہونے دیا گیا۔ نور کو ختم کرنے والی اور ظلمت کو چاہنے والی چمگا دڑوں نے ہدایت کے چراغوں کو توڑ دیا اور راستے کی روشنیوں کو بجھا دیا۔ اگرچہ یہ نور کے چراغ خاموش ہونے والے نہیں۔ علیؑ کو خانہ نشین کر دیا گیا، حسنؑ و حسینؑ کو سیاسی طور پر تنہا کر دیا گیا، امام مجتبیٰؑ، مظلومی کی حالت میں زہر کے ساتھ شہید کیے گئے اور حضرت سید الشہداءؑ نے اسلام کی حفاظت کے لیے پر خلوص طور پر جان قربان کی۔

خلاصہ یہ کہ ائمہؑ کو اپنے ”مقام“ سے ہٹا دیا گیا اور ان کو ان کے ”مرتبہ“ سے دور کر دیا اور غاصبانہ طور پر ان کی جگہ بیٹھ گئے اور بیہودہ طور پر بزرگوں کی جگہ پر قبضہ کیا گیا۔ رسول اللہؐ کے منبر پر لنگور چڑھنے لگے، قمار بازوں، عیاشوں اور مست و مغرور بادہ خواروں نے ”خلافت“ کو اپنے ہاتھ میں لے کر فُتبال کی طرح اسے ایک دوسرے کی طرف پاس دینے لگے۔ ”بنی امیہ“ اور ”بنی عباس“ نے اسلام اور مسلمانوں کی تقدیر کے ساتھ کھیلا اور عالم اسلام کو ایسی بد بختی، ذلت اور تفرقہ میں ڈال دیا کہ جس کا آج بھی ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔

پس ظلم و ستم کی بنیاد رکھنے والوں پر ننگ و نفرت ہو،

ظلم کی ابتداء کرنے والوں پر لعنت ہو،

پاک لوگوں کو ظلم کے ساتھ قتل کرنے والے ناپاک لوگوں سے بیزاری ہو،

رجعت کی بنیاد رکھی گئی اور اس کے بعد والے حادثات، پچیس سال خلافت کا اپنے اصلی راستے سے انحراف، حضرت علیؑ کی خانہ نشینی، حضرت امیر المؤمنینؑ کی شہادت، حضرت فاطمہ زہراءؑ کی مظلومیت و شہادت، حضرت امام مجتبیٰؑ کا مسموم اور قتل کیا جانا، حادثہ عاشورا، مدینہ کے لوگوں کا قتل عام اور واقعہ ”حرہ“، کعبہ پر منہیق چلانا، حضرت امام سجادؑ اور امام حسینؑ کے خاندان کا اسیر بنانا، ولید کی حکومت، حجاج کی فرمانروائی، بغداد کے زندان میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی شہادت، فراسان میں حضرت امام رضاؑ کا مسموم ہونا، یہ تمام کے تمام واقعات، اسی پہلے انحراف کا رد عمل تھے۔ اگر وہ پہلا انحراف نہ ہوتا تو یہ واقعات بھی نہ ہوتے اور اگر وہ ”ظلم کی بنیاد“ نہ ہوتی تو یہ ”ستم کی دیوار“ بھی کھڑی نہ کی جاتی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں سرنگون ہونے والے بت، آپؐ کی وفات کے بعد، مختلف شکلوں میں زندہ کیے گئے اور نئے بت پرست مکارانہ اور رندانہ انداز میں آپؐ کے مقام پر بیٹھ گئے۔ کربلا میں ”آل اللہ“ کا قتل عام، اصل میں ”بدر“ و ”حنین“ میں واصل جہنم ہونے والوں کا انتقام تھا۔

اگر ساری چکیاں خون سے چلی ہیں،

اگر ساری ندیاں خون سے جاری ہوئی ہیں،

اگر ”امویوں“ نے ”اہل بیتؑ“ کے اسیروں پر بے رحمانہ ظلم و ستم کے کورے برسائے ہیں، تو یہ کورہ اس خاندان پر ظلم و ستم کی بنیاد رکھنے والوں نے ان کے ہاتھوں میں دیا ہے۔ طے یہ تھا کہ رسول خداؐ کے بعد امام علیؑ ابن ابی طالبؑ، مخلوق خدا کی رہبری اور امت کی امامت کا عہدہ سنبھالیں گے اور امام علیؑ کے بعد امام حسنؑ لوگوں کے ہادی و رہبر بنیں گے اور اسکے بعد حسین بن علیؑ رہبری اور ہدایت کی ذمہ داری سنبھالیں گے، کیونکہ

کیا پیغمبر اسلامؐ نے کئی احادیث میں شراب خوار، بے نماز، فحشاء کے دلال، زنا کار، سود خوار، بدعت گزار اور ظالم و قاتل وغیرہ پر لعنت نہیں کی ہے؟ (۱)۔

کیا خداوند نے، قرآن کی آیات میں ”ظالمین“ ”کاذبین“ ”کافرین“ ”منافقین“ ”شیاطین“ ”مؤمن کے قاتلوں“ ”اصحاب سبت“ ”بنی اسرائیل“ ”مفسدین فی الارض“ ”دین کی تحریف کرنے والوں“ ”طاغوت پر ایمان لانے والوں“ ”تمت لگانے والوں“ ”پیغمبرؐ کو تکلیف دینے والوں“ اور ”دین کے حقائق اور آیات الہی کے چھپانے والوں“... پر اپنی لعنت بیان نہیں کی ہے؟ (۲)۔

۱۔ اس بارہ میں احادیث کتاب وسائل الشیعہ کی جلد ۱۲ اور باقی کتابوں میں موجود ہیں۔
۲۔ کشف الآیات اور العجم المفہوم کی مدد سے اس بارہ میں آیات کا مطالعہ فرما سکتے ہیں۔

زمانے کی شائستہ ہستیوں کو قید کرنے اور شہید کرنے والے بے غیرت لوگوں پر لعنت ہو،

لعنت ہو ایسی قوم پر جس نے اپنے امام کو نہ پہچانا،
لعنت ہو ایسی قوم پر جس نے اپنے امام کو۔۔ کہ جو فرزند پیغمبرؐ تھا۔۔ قتل کیا،
لعنت ہو ایسے حاسد لوگوں پر کہ جن کی آنکھ ”ائمہ اطہار“ کو نہیں دیکھ سکتی تھی،
لعنت ہو خدا کی، ان باطل کی پیروی کرنے والوں پر کہ جنہوں نے حق کو جھوٹ اور مکر و فریب کے مقام پر قرار دیا،

خدا کی لعنت ہو، شیطان کے ایسے پرستاروں پر، جنہوں نے خدا کی بندگی کا راستہ بند کیا۔

یہ لعنت کرنا، احساس کمتری کی وجہ سے نہیں، بلکہ فرض شناسی کا آئینہ دار ہے۔ یہ لعنت کرنا، ذاتی دشمنی کی بنا پر نہیں، بلکہ صدق اور صادقین سے پیروی کی خاطر ہے۔ یہ دینی فریضہ ہے۔ یہ امامؑ اور مکتب حسینیؑ کی تعلیم ہے۔ یہ حق کو باور کرنے، خدا کی طرف مائل ہونے اور فضیلت کو چاہنے کا اہام ہے۔

امام رضاؑ ”ریان بن شبیب“ سے مفصل و معروف روایت میں، منجملہ یہ فرماتے ہیں:
”اے شبیب کے بیٹے! اگر تم چاہتے ہو کہ بہشت میں پیغمبرؐ اور اس کی آل کے ساتھ ہو تو حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرو (۱)۔“

شرور، ناپاک اور ستم گر لوگوں، کافروں، باطل کے پیروکاروں، طاغوت کے پرستاروں اور شیطان کی اتباع کرنے والوں پر لعنت کرنا اور نفرت و نفیرن بھیجنا، ایک مذہبی نعرہ ہی نہیں، بلکہ الہی طریقہ اور سنت نبویؐ ہے۔

۱۔ وسائل الشیعہ، ج ۱۰ ص ۳۹۳۔

وہ شخص جو عملی طور پر دشمن کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے، اگرچہ قلبی طور پر راضی نہ بھی ہو،
وہ شخص جو مادی وسائل اور پروپیگنڈہ کرنے کے وسائل فراہم کرتا ہے،
وہ شخص جو سماجی فضا کی تبدیلی کے ساتھ، یزید کے فائدے میں مدد دیتا ہے،
وہ شخص جو قلبی طور پر یزید کے کاموں پر راضی ہے، اگرچہ ظاہری طور پر یزید کے خلاف
نعرے بھی لگاتا ہے، یہ سب کے سب جرم میں شریک ہیں اور ان کا ہاتھ، امام کے خون
سے رنگین ہے۔

امام حسینؑ کے قاتل فقط وہ افراد ہی نہیں، جنہوں نے تلوار اور نیزے کے ذریعے
آپؑ کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کیے، بلکہ وہ شخص جو امام حسینؑ کے قتل کا فتویٰ دیتا
ہے اور وہ شخص جو یزید کی حکومت کے ساتھ مل کر، اس کے جرم کی تائید کرتا ہے اور یزید
کے ستم کی توجیہ کا باعث بنتا ہے، وہ بھی قاتل ہے اور اس کا ہاتھ بھی امام حسینؑ کے
خون سے رنگا ہوا ہے۔

اسد اہر وہ شخص جو کسی بھی طرح، اہل بیتؑ کے قتل عام کا سبب بننے والا، بنیاد
فراہم کرنے والا اور مدد کرنے والا ہو، وہ بھی قاتل ہے، ملعون ہے اور اللہ کی لعنت کی
مستحق ہے۔ زیارت نامے کے اس حصہ میں، دونوں گروہوں پر لعنت کی گئی ہے قتل
کرنے والوں پر بھی اور ان لوگوں پر بھی جو اسے قبول کرنے، قتل کا امکان فراہم کرنے، اس
پر راضی ہونے، یزید کی حکومت کی اطاعت کرنے، نیز امیہ کی حکومت کے احکامات جاری
کرنے کی وجہ سے، اس دہشت ناک جرم کا سبب بنے ہیں۔ پس چونکہ یہ ملعون، مطرود اور
منفور ہیں، لہذا ان سے نفرت اور بیزاری کا اعلان کرنا چاہئے اور ان سے ”براست“ کا
اعلان کر کے ان پر ”تبری“ کرنا چاہئے۔

ان خون بہانے والے خائن لوگوں سے زبان کے ساتھ، عمل میں اور سماجی موقف میں،

قتل عام کرنے اور اسکی بنیاد فراہم کرنے والے

لَعَنَ اللَّهُ أُمَّةً قَتَلَتْكُمْ وَلَعَنَ اللَّهُ الْمُتَّبِعِينَ لَهُمُ الْبَاقِيْنَ مِنْ قَتَالِكُمْ بِسَرِيَتْ إِلَى اللَّهِ
وَأَلَيْكُمْ مِنْهُمْ وَمِنْ أَتْبَاعِهِمْ وَأَتْبَاعِهِمْ وَأُولِيَّائِهِمْ

خدا لعنت کرے آپ کے قتل کرنے والوں پر،

خدا لعنت کرے ایسی قوم پر جس نے آپ کو قتل کرنے کے لیے قاتلوں کے لیے بنیاد
فراہم کی۔ میں خداوند اور آپ کی بارگاہ میں، ان سے، ان کے پرستاروں، ان کے
پیروکاروں اور ان کی سرپرستی کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔

کسی جرم میں شریک ہونا یا براہ راست ہوتا ہے یا بالواسطہ، شخص یا خود قتل اور
خیانت کرتا ہے یا اس کے لیے اسباب فراہم کرتا ہے اور اس کے لیے حالات سازگار بناتا
ہے۔ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں، سب جرم میں شریک ہیں۔

وہ شخص جو اپنی خاموشی کے ساتھ، ظالم کی جرأت کا باعث بنتا ہے،

وہ شخص جو ساز باز اور چالوسی کے ساتھ، دشمن کی مدد کرتا ہے،

وہ شخص جو میدان سے پیچھے ہٹ کر، دشمن کو آگے بڑھنے کا موقع دیتا ہے،

وہ شخص جو اپنے تواضع کے ساتھ، ستمگر میں تکبر کا جذبہ پیدا کرتا ہے،

وہ شخص جو مقابلہ کر سکتا ہے، لیکن نہیں کرتا،

وہ شخص جو محض باطل کے لشکر کی تعداد کو بڑھاتا ہے،

پس معلوم ہوا کہ ایسے شخص کو امام باقرؑ پیش نمازی کی صلاحیت سے محروم اور عدالت سے ساقط سمجھتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے اور اسکی اقتدا کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ ایک اور روایت میں حضرت ابو الحسنؑ سے نقل ہوا ہے کہ انہوں نے شیعوں کی صفات اور خصوصیات کے بارے میں اس طرح فرمایا: ”ہمارے شیعہ وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکات ادا کرتے ہیں، حج انجام دیتے ہیں، ماہ رمضان میں روزے رکھتے ہیں، اہل بیتؑ سے محبت اور دوستی رکھتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے برائت و بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ اہل ایمان و تقویٰ و اہل امانت ہیں...“ (۱)۔

اس روایت میں واقعی ایمان اور ائمہؑ کی پیروی کی علامات میں سے ایک علامت، ائمہؑ کے مخالفوں سے نفرت اور ان پر لعنت کرنا، قرار دیا گیا ہے۔

ایک اور روایت میں ”اعداء اللہ“ سے دشمنی رکھنا اور ان سے بیزاری کا اعلان کرنا، واجبات میں سے شمار کیا گیا ہے۔ شیعوں کے آٹھویں امام حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ نے، غاصب عباسی خلیفہ مامون کو لکھا: ”اولیائے خدا سے محبت اور اولیاء اللہ کے دشمنوں اور ان کے سرغنوں سے دشمنی، نیز ان سے نفرت اور بیزاری کا اعلان کرنا، واجب ہے...“ (۲)۔

لہذا اہل بیت عصمت کے ساتھ فکری فرض شناسی اور مذہبی تعلق اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ وفاداری اور ولایت و محبت کے حوالے سے، ہم امام حسینؑ اور ائمہؑ کے قاتلوں، ان قاتلوں کی پیروی کرنے والوں اور شیطانی راہ سے وابستہ، ان خدا اور ائمہؑ کے مخالفین سے اپنی بیزاری، نفرت اور برائت کا اعلان کریں۔

۱۔ وسائل الشیعہ، ج ۱ ص ۱۵ حدیث ۳۸۔

۲۔ وسائل الشیعہ، ج ۱ ص ۱۱ ص ۳۳۳ حدیث ۱۰۔

اظہار برائت کرنا، دینی فرائض کا حصہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اپنے زمانے کے مشرکوں سے، بیزاری کا اعلان کرتے ہیں (۱) پیغمبرؐ کو خداوند کی طرف سے حکم ملتا ہے کہ شرک کے مظاہر اور اس کے اغراض سے برائت کرے (۲) خداوند مشرکین سے بیزاری کا اعلان کرتا ہے (۳) رسول خداؐ کفار کے عمل سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں (۴) حضرت نوحؑ اپنی قوم کے جرائم سے برائت کا اظہار کرتے ہیں (۵) اور حضرت ہودؑ قوم عاد کے مشرکانہ عمل سے بیزاری کا اظہار فرماتے ہیں (۶)۔

کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اہل بیتؑ کی محبت تو ہو لیکن ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان نہ کیا جائے؟ کیا ”ولایت امام“ رکھنے کا دعویٰ کرنے والے کی یہ بات قبول کی جاسکتی ہے کہ وہ امامؑ کے دشمنوں سے ”برائت“ نہ کرے؟ یہ ائمہؑ کی محبت اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کرنا، دینی شعائر کا حصہ ہے۔ انسان کے عمل سے اس کی ولایت کا پتہ چلنا چاہیے اور اس کی نشانی اور علامت برائت ہے۔ ”لفظ“ میں بھی اور ”عمل“ میں بھی برائت ہو، ”دل“ میں بھی اور ”زبان“ پر بھی برائت ہو۔

اسماعیل جعفی نے امام باقرؑ سے پوچھا: ایک آدمی حضرت امیر المؤمنینؑ کو دوست رکھتا ہے، لیکن ان کے دشمنوں سے بیزاری اور دوری نہیں کرتا اور مکتا ہے کہ میرے نزدیک علیؑ اپنے مخالفوں سے زیادہ گرامی اور عزیز ہے۔

امام باقرؑ نے فرمایا: ”اس قسم کا آدمی مخلوط ہے (اس میں غیر ملاوٹ ہے) اور دشمن ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اور وہ شخص کسی قسم کے احترام اور قدر کے قابل نہیں (۷)۔“

۱۔ سورۃ توبہ، آیت ۱۱۳۔ ۲۔ سورۃ النعام، آیت ۶۸۔ ۳۔ سورۃ توبہ، آیت ۱۔

۴۔ سورۃ یونس، آیت ۴۱۔ ۵۔ سورۃ ہود، آیت ۳۵۔ ۶۔ سورۃ ہود، آیت ۵۴۔

۷۔ وسائل الشیعہ، ج ۵ ص ۳۸۹ حدیث ۳۔

ہر وہ شخص جو عمل میں اور گفتار میں یزیدیوں سے مشابہت رکھتا ہو تو وہ یزیدی ہے، ہر چند کہ وہ حرم امام "حسین" میں محتلف ہو اور "عاشورا" کے روز خود کو "شہادت" کے حوالے سے عزادار سمجھے اور کربلا میں "امام" پر روئے، کیونکہ اصل میں باطن اہمیت رکھتا ہے نہ کہ ظاہر!

خون و تلوار کی ولایت

يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ إِنِّي سَلَمْتُ لَكَ خَزَائِنَ خَزَائِنِكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

اے حسین بن علی! قیامت کے روز تک، جو شخص آپ کے ساتھ مسالمت اور صلح میں ہے، میں بھی اس کے ساتھ صلح و سلامتی میں ہوں اور جو آپ کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہے، میں بھی اس کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہوں۔

ایک فرض شناس انسان کی علامت، سماجی و سیاسی مسائل، تعلیمات، دوستیوں، دشمنیوں، جنگوں اور صلحوں میں اس کا موقف اختیار کرنا ہے۔ دوستیوں اور دشمنیوں میں جو بات اہم ہے وہ "ولایت" اور "برائت" کو معیار، ضابطہ اور انگیزہ قرار دینا ہے۔ "حب فی اللہ" اور "بغض فی اللہ" ایک ایسا عنوان ہے کہ جس کے متعلق شیعوں کے ائمہؑ سے عظیم معارف بیان ہوئے ہیں۔ یعنی زیارت عاشورا کے اس فقرے میں، "ائمہ" نے حب و بغض اور دوستی اور دشمنی کا معیار، اس کا خدا کیلئے ہونا قرار دیا ہے۔ ہم حضرت سید الشہداءؑ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

جو لوگ آپ کے ساتھ مسالمت اور صلح کی حالت میں ہیں، میں بھی ان کے ساتھ صلح کی حالت میں ہوں، اور جو لوگ آپ کے ساتھ جنگ میں ہیں، میں بھی ان کے ساتھ جنگ میں ہوں۔ اس سے ہم چند درس حاصل کر سکتے ہیں:

پہلا درس :- یہ کہ ائمہؑ سے مربوط رہنے والے ایک شیعہ کے لیے ضروری ہے کہ امام

تیسرا درس :- یہ کہ دوستی اور دشمنی کرنا فقط ان لوگوں میں ہی منحصر نہیں کہ جو ائمہ کے زمانے میں اور کربلا میں موجود تھے۔ یعنی ہم فقط "حضرت علی اکبر" "حضرت قاسم" "مسلم" اور "حبیب بن مظاہر" کے دوست اور "شر" "خولی" "سنان" "عمر سعد" اور "یزید" وغیرہ کے دشمن ہی نہیں، بلکہ ہر وہ شخص جو ائمہ کے راستے، ان کی فکر اور ان کے عقیدہ و آئین سے ہم آہنگ ہو تو ہم بھی ان کے ساتھ صلح اور ساز باز کی حالت میں ہیں اور ہر وہ شخص جو ائمہ کے راستے، عقیدے، عملی روش اور سماجی برتاؤ کا مخالف ہو اور ان سے جنگ کی حالت میں ہو تو ہم بھی ان کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہیں۔ جہاں کہیں بھی ہو، جو کوئی بھی ہو اور جس زمانے میں بھی ہو... اس مسئلے کو ائمہ کے زمانے، ان کے رہنے کے مقام اور معین اشخاص کے انحصار سے باہر نکالنا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو زمانے کے آخری وقت تک کے لیے کہا گیا ہے... "الیوم القیامہ"۔

علاوہ ازیں، اب نہ تو امام حسین کے اصحاب موجود ہیں کہ جن کے ساتھ دوستی کریں اور نہ ہی یزید کے لشکر والے موجود ہیں کہ جن کے ساتھ جنگ کریں، لہذا اس کا کلی اور عام معنی، زمان و مکان کی قید سے آزاد ہے۔

چوتھا درس :- یہ دوستی اور دشمنی، فقط زبان اور قلب کی حد تک خلاصہ نہیں ہوتی، بلکہ اس میں عملی اقدام اور عملی سماجی موقف کی ضرورت ہے۔ یہاں، قتال و حرب اور جنگ کی بات ہو رہی ہے، نہ کہ قلبی محبت کی! جب ائمہ کے مخالفین سے "جنگ" کی تعبیر موجود ہو تو ذہن میں کونسا تصور ابھرتا ہے؟ کیا تلوار، اسلحہ، میدان جنگ، خون اور شہادت کے سوا بھی، کوئی چیز ذہن میں آتی ہے؟ گھر کے دائرہ اور مسجد کے کونہ میں تو "حرب" کا میدان نہیں؟ گوشہ نشینی میں تو "قتال" نہیں؟ زیارت کا یہ حصہ "جہاد و شہادت کا پیمانہ" ہے اور زیارت میں امام کا یہ فرمان "خون و تلوار کی ولایت" کو بیان

سے ہونے والی دوستیوں اور دشمنیوں کے مطابق، صلح اور جنگ کرے، نیز اپنی دشمنی اور ساز باز میں بھی امام کو اپنا معیار قرار دے۔ اس بارے میں لا تعلقی کا مطلب، راستے سے بھٹکنا، میدان سے باہر ہو جانا اور "صراط مستقیم" سے منحرف ہونا ہے۔ اس بارے میں سستی، کالی، ساز باز اور کوتاہی بالکل قابل قبول نہیں۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: "مجھے اپنی جان کی قسم... حق کے مخالفوں، باطل کی پیروی کرنے والوں اور گمراہ وادیوں میں بسنے والوں کے خلاف، جنگ کرنے کی راہ میں، ہرگز مجھ میں ساز باز، سستی اور نرمی نہیں پائی جاتی..." (۱)۔

یہ بالکل ممکن ہی نہیں کہ ایک مسلمان اور حقیقی مؤمن، خدا اور رسولؐ کے دشمنوں سے راضی ہو اور ان سے دوستی اور "مودت آمیز" رابطے کی بات کرے۔ قرآن مجید سے مثال لاتے ہیں کہ جہاں خداوند فرماتا ہے:

"اے پیغمبر!... جو لوگ، خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، تم ان کو خدا اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے، اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان کے لوگ (ہی کیوں نہ) ہوں..." (۲) لہذا دوستی و دشمنی اور جنگ و صلح کے مسئلہ میں، فرض شناس مسلمان اور امام حسینؑ کی پیروی کرنے والے کو ایک موقف اختیار کرنا چاہئے، نہ یہ کہ وہ بغیر موقف کے، بے طرف اور لا تعلقی رہے!...

دوسرا درس :- اس "جنگ و صلح" (حرب و سلم) میں میزان، ائمہ ہیں۔ ائمہ کے ساتھ چلنا چاہئے۔ ان کے دشمنوں سے جنگ کرنی چاہئے۔ ساز باز اور دشمنی کو تعین کرنے کا معیار "ائمہ" ہیں۔

۱۔ بیج البلاغ، خطبہ ۲۳۔

۲۔ سورہ مجادلہ، آیت ۲۲۔

خدا کی لعنت ہو زیادہ کے خاندان پر، مروان کے خاندان پر اور تمام بنی امیہ پر اور ابن مرجانہ، عمر سعد اور شمر پر کہ جو ظلم و ستم اور حق کشی کی ابتداء کرنے والوں میں سے، سب سے آگے آگے تھے اور یہ آل محمد پر ظلم کرنے والوں اور ان کی نافرمانی کرنے والوں میں سے تھے، اسی طرح ان لوگوں پر بھی خدا کی لعنت ہو جنہوں نے کسی طرح سے بھی واقعہ کربلا میں امام حسینؑ اور آپؑ کے عظیم اصحاب کی شہادت میں مدد دی اور تعاون کیا اور ان تمام لوگوں پر بھی کہ جنہوں نے سپاہ یزید کی سواری کے مرکب پر زین باندھی، اسے لگام دی اور حضرت سید الشہداءؑ کے ساتھ جنگ کے لیے آمادہ کیا:

لَعَنَ اللَّهُ أُمَّةً أَسْرَجَتْ وَالْجَمْعَ وَتَنَقَّبَتْ لِقَائِكَ...

حضرت امام حسینؑ پر قربان ہونے کے بارے میں ایک اور اعلان: ”بابی انت وامی...“ یعنی میرے باپ اور ماں آپ پر قربان، اے حسینؑ آپ کا سوگ میرے لئے کتنی عظیم مصیبت ہے۔

کر رہا ہے۔

ایک اور باریک نکتہ یہ ہے اور اس مسئلہ پر تاکید کی گئی ہے کہ حضرتؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ زیارت نامے میں کہیں، کہ میں آپ کے دشمنوں سے جنگ کروں گا، بلکہ تعبیر یہ ہے کہ آپ کے مخالفوں اور آپ سے جنگ کرنے والوں سے، میں حالت جنگ میں ہوں (لفظ حرب، مصدر استعمال ہوا ہے)۔ زیارت میں یہاں پر ”محارب“ کا لفظ استعمال نہیں ہوا، بلکہ ”حرب“ اور ”سلم“ کا لفظ بکھا گیا ہے، یعنی مکمل طور پر میں آپ کے مخالفوں سے جنگ و ستیز کی حالت میں ہوں اور آپ کی پیروی کرنے والوں سے مکمل طور پر صلح اور دوستی کی حالت میں ہوں۔

پانچواں درس:- یہ کہ جیسا کہ پہلے بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ موقف اور یہ جہادی پہلو، وقفہ پذیر نہیں ہے۔ جب تک حق و باطل ہے، جب تک مستکبر اور مستضعف ہے اور جب تک اس دنیا میں ستم اور اس عالم میں مظلوم ہے، تو یہ ”جہاد کا راستہ“ جاری رہے گا... ”الیوم القیامہ...“ کیونکہ امامؑ سے لڑنے والے، سب کے سب تجاؤز کرنے والے ظالم، بین الاقوامی لٹیروں، فساد و فشا کو پھیلانے والے، یہودگی و بدکاری کو عام کرنے والے، سنگمر، زرپرست اور خون بہانے والے انسان ہیں اور ائمہؑ سے دوستی اور ”سلم“ رکھنے والے سب کے سب، محروم، مظلوم، حق پرست، عدالت پسند، انسان دوست، فضیلت خواہ، خوف خدا کھانے والے اور خدا پرست ہیں اور یہ دو راستے اور یہ دو پہلو جب تک رہیں گے یہ جہاد بھی جاری رہے گا۔ زیارت کے اگلے حصوں میں حضرت امام حسینؑ اور شیعوں کے پاک ائمہؑ سے محاربہ اور جنگ کرنے والوں کے عملی نمونے اور مصداق بیان کیے گئے ہیں۔

”وَلَعَنَ اللَّهُ آلَ زِيَادٍ وَآلَ مُرْوَانَ وَلَعَنَ اللَّهُ بَنِي أُمَيَّةٍ...“

خالق و مخلوق کے نزدیک عزت، خون کے وضو سے جسم کی تطہیر اور شہادت و ایثار کے زرم سے روح کی طہارت نصیب ہوتی ہے۔

اگر امام حسینؑ کی کرامت و شرافت ”شہادت“ کی وجہ سے ہے تو ہماری کرامت و قدر بھی، حسینی شیعہ ہونے، اہل بیتؑ کی ثقافت و فکر پر عقیدہ رکھنے، ان کی پیروی کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے ہے۔ زیارت کے اس فقرے میں کرامت عطا کرنے والے خدا سے یہ دعا کی گئی ہے کہ خدا کی طرف سے پیغمبر خداؐ کے خاندان سے منصور و کامیاب امام کے ساتھ ہمیں حضرت سید الشہداءؑ کے خون کا انتقام لینے کی توفیق دے۔

یہاں پر چند باتیں قابل توجہ اور اہمیت کی حامل ہیں:

اول۔ حضرت امام حسینؑ کے خون کا انتقام لینے کی توفیق۔

دوم۔ بدلہ اور انتقام لینے کے لیے امامؑ کے راستے پر چلنے اور ان کا ساتھ دینے کی توفیق سوم۔ منصور اور کامیاب امام و رہبر کا ساتھ دینے کی توفیق۔

چہارم۔ یہ کہ رہبر اور امام، آل محمدؐ اور ”علی وفاطرؑ“ کی اولاد میں سے ہو۔

بہت سی روایات اور دیگر زیارتوں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ خدا ہمیں عمر اور توفیق دے تاکہ ہم حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے وقت ان کے ساتھ حاضر رہیں اور ان کا ساتھ دے کر ستمگروں اور جابروں سے جنگ کریں، کیونکہ حضرت امام مہدیؑ الہی ذخیرہ اور ”بقیۃ اللہ“ ہیں اور آپؑ کے القاب مبارک میں سے ایک لقب ”منتقم“ ہے۔ آپؑ مظلوم کی فریاد سننے والے اور مظلوموں کے سردار ہیں اور آپؑ شہیدوں کے سالار حضرت سید الشہداءؑ کے خون کا انتقام لینے والے ہیں۔

دعائے ندبہ میں حضرت امام مہدیؑ کو اس لقب سے یاد کرتے ہیں:

”أَيُّنَ الطَّالِبِ بِدَمِ الْمَقْتُولِ يَكْبَرُ لَا؟“

کہاں ہے کربلا میں شہید ہونے والے کے خون کا انتقام لینے والا؟

کربلا کا انتقام، حسین زمان کے ساتھ

فَأَسْأَلُ اللَّهَ الَّذِي أَكْرَمَ مَقَامَكَ وَأَكْرَمَنِي بِكَ أَنْ يَرْزُقَنِي طَلَبَ ثَارِكَ مَعَ إِمَامٍ مَنصُورٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ...

پس سوال کرتا ہوں خدا کی اس ذات سے، جس نے آپ کو شان عطا کی اور آپ کے ذریعے مجھے عزت دی، یہ کہ وہ مجھے اہل بیت محمدؐ میں سے امام منصور کی ہمراہی میں آپ کے خون کا بدلہ لینے کا موقع دے اور امام حسینؑ کے واسطے دنیا و آخرت میں اپنی بارگاہ میں آبرو مند فرمائے...

شہداء کا ایک ایسا مقام ہے کہ اہل معشر قیامت کے روز اس پر رشک کریں گے اور دنیا کے شہیدوں کے سالار، حضرت حسین بن علیؑ کا مقام ہمارے تصور اور درک سے مافوق اور برتر ہے۔ ایسا عظیم مرتبہ اور بلند مقام جو دنیا و آخرت میں اہل زمین اور آسمان کے فرشتوں کے درمیان ہے وہ فقط ”شہادت“ ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔

شہادت، انساں کے عروج کی انتہا ہے اور امام حسینؑ نے اپنی، اپنے بیٹوں، عزیزوں اور بہترین اصحاب کی سرخ شہادت کے ساتھ، خوبصورت ترین اور پر شکوہ ترین معرکہ برپا کیا۔ یہ فطری بات ہے کہ اس واقعہ نے انسانی تاریخ اور آزاد خیال انسانوں کے قلب اور دانشوروں کے ذہن، ان کی زندگی اور ان کے دل و دماغ کو مسخر کر دیا۔ خداوند شہادت کا اجر اس طرح دیتا ہے اور اسی شہادت کے ذریعہ انسان کو دنیا و آخرت کی کرامت،

”تقرب“ کی سب سے پہلی شرط ”برائت“ ہے

يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ إِنِّي أَتَقَوَّبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ وَإِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِلَى فَاطِمَةَ
وَإِلَى الْحَسَنِ وَإِلَيْكَ بِوَالَاتِكَ وَبِالْبَرَاءَةِ مِمَّنْ قَاتَلَكَ وَنَصَبَ لَكَ الْحَوْبَ وَبِالْبَرَاءَةِ
مِمَّنْ أَشَسَّ أَسَاسَ الظُّلْمِ وَالْجَوْرِ عَلَيْكُمْ وَأَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مِمَّنْ أَشَسَّ
أَسَاسَ ذَلِكَ وَبَنَى عَلَيْهِ بُنْيَانَهُ وَجَرَى فِي ظُلْمِهِ وَجُورِهِ عَلَيْكُمْ وَعَلَى أَشْيَاعِكُمْ...

اے ابا عبد اللہ الحسین! میں بے شک خدا، اس کے رسول، امیر المؤمنین، فاطمہ، حسن اور
آپ کا تقرب چاہتا ہوں اور آپ کا قرب، آپ کی حیداری سے چاہتا ہوں اور ان
لوگوں سے بیزاری کے ساتھ، جنہوں نے آپ کو قتل کیا اور آپ کے خلاف جنگ
شروع کی، نیز ان لوگوں سے بیزاری سے، جنہوں نے آپ کے خلاف ظلم و جور کی بنیاد
رکھی اور اس بنیاد پر ستم کی عمارت کھڑی کی۔ میں خداوند کی ذات اور اس کے رسول
کے سامنے، ان لوگوں سے بیزاری ظاہر کرتا ہوں، جنہوں نے ظلم کی بنیاد قائم کی اور اس پر
عمارت بنا کر آپ پر ظلم و ستم ڈھائے، نیز میں ان کی پیروی کرنے والوں سے بھی برائت
کا اظہار کرتا ہوں۔

اس (شیعہ) مکتب اور اس کی ثقافت کی عجیب ترین چیزوں میں سے ایک، ولایت
و برائت کے لیے، دوستیوں اور دشمنیوں پر تاکید ہے تاکہ ”حب“ اور ”بغض“ کا انگیزہ

اور یہ لقب اور وصف، خود امام زمانہ کے اپنے بقول ہے کہ:
میں زمین پر بقیۃ اللہ اور اللہ کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں:
أَنَا بَقِيَّةُ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ وَالْمُنْتَقِمُ مِنْ أَغْدَائِهِ^(۱)

یہی مضمون، دیگر متعدد زیارت ناموں میں بھی موجود ہے۔ منجملہ زیارت اربعین میں
خداوند سے دعا کی گئی ہے کہ ہمیں اسلام و مسلمین کو عزت عطا کرنے والے عادل پیشوا
کے ساتھ، امام حسین کے خون کا انتقام لینے والوں میں سے قرار دے^(۲)۔

اسی دعائے ندبہ میں، اس جملہ کے بعد، امام زمانہ سے امام منصور کے لقب سے یاد کیا
گیا ہے۔ اسی طرح دیگر زیارت ناموں میں مندرجہ ذیل جملوں کے ساتھ امام کو یاد کیا گیا
ہے:

خدا و فرشتوں اور ”رعب“^(۳) کی طرف سے مدد کیا جانے والا، خداوند کی نصرت جس
کے شامل حال ہے، آل محمد سے ہے، پیغمبر کا ہمنام ہے، رسول اللہ کا ہم ہدف ہے،
اسی گھر، اسی خاندان سے ہے، اسی شمشیر و لباس کے ساتھ ہے، اور اسی نسل میں سے ہے
اور اسلام میں سے ہے۔ اس امام کے ساتھ جہاد میں حاضر ہونا، اس کے ہمراہ چل کر تلوار
چلانا اور اس کے سامنے شہادت پانا، فوز عظیم اور بلند و بالا افتخار ہے۔

بعض زیارتوں میں یہ دعا کی گئی ہے کہ: اگر ہماری عمر نے وفائے کی اور ہم اس دنیا سے
چلے گئے تو کم از کم (ظہور امام کے) اس خوبصورت اور نورانی دور میں ”رجعت“ کی
صورت میں، ہمیں ایک نئی زندگی عطا ہو تاکہ ہم دوبارہ زندہ ہو کر امام کے ساتھ ظالموں
سے جنگ کریں اور امام کی نصرت و مدد کریں۔

۱۔ تفسیر نور الثقلین، ج ۲ ص ۳۹۲۔ ۲۔ مفتاح الجنان، زیارت اربعین، ”اللهم اجعلنا من الطالبین بشارہ“۔
۳۔ خدائی خوف۔

میں اس بات کو مفصل تر اور سنجیدگی کے ساتھ تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر بیان کیا گیا ہے۔ خدا رسول، علی ابن ابی طالب، فاطمہ زہراء، امام حسن اور امام حسین سے قرب، دو طریقوں سے میسر ہے:

۱۔ امام حسین سے محبت،

۲۔ امام حسین کے قاتلوں اور آپ کے خلاف جنگ شروع کرنے والوں، نیز ظلم و ستم اور اس بری اور شوم رسم کی پیروی کرنے والوں سے برائت۔

اصحاب کساء کے بیچ تن پاک اور پیغمبر اسلام کا خاندان ہمارے لیے معیار اور ضابطہ ہے۔ امام حسین ان پانچ مقدس نورانی ہستیوں کی علامت ہیں اور امام حسین کی شہادت اس سارے خدائی خاندان کی مظلومیت ہے۔ "ولایت" کا پیمانہ اور امام حسین سے دوستی اور محبت کا تعلق، حقیقت میں پیغمبر اور علی کے ساتھ پیوند ہے۔ بنیادی طور پر امام حسین، پیغمبر سے ہے اور پیغمبر حسین سے۔ دونوں کا نور ایک ہی ہے۔ یہ دو جسموں میں ایک جان کی طرح ہیں۔ پیغمبر اکرم نے فرمایا ہے:

حسین منتهی وانما من حسین

یہ (دل میں، زبان پر اور عمل میں) برائت کا اعلان، سچے ایمان کی شرط ہے اور اس کے بغیر، ولایت کا دعویٰ قابل قبول ہی نہیں۔ ائمہ کا راستہ اور طاغوتی حکومتوں کا راستہ، اور ان کی روش، آپس میں تضاد رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے مد مقابل ہیں۔ امام کی ولایت قبول کرنے کا مطلب، فاسد، مضر اور غیر فرض شناس قوتوں اور گروہوں سے دور ہونا، بھاگنا اور ان سے پرہیز کرنا ہے۔ یہ ولایت کی کوئی خاص شرط نہیں، بلکہ ایمان اور خدا کی اطاعت کا قدرتی اور فطری اثر ہے کہ جو ائمہ کی اطاعت اور ولایت میں متبلی ہوتا ہے اور ائمہ کا راستہ بھی، وہی خدا کا راستہ ہے۔ یہ تقویٰ، عمل صالح، فرض شناسی،

بن سکے، حق و باطل، خیر و شر، عدل و ظلم، اہل بیت اور ان کے مخالفین کے درمیان، نیز یزیدیوں اور حسینیوں اور خدا و طاغوت کے درمیان ایک ایسی حالت ہے کہ ایک سے نزدیک ہونے کے لیے، دوسرے سے دور ہونا پڑتا ہے۔ ایک گروہ سے محبت رکھنے کے لیے، دوسرے سے دل میں عداوت رکھنی پڑتی ہے۔ ایک طرف سے "ولایت" کا لگاؤ رکھنے کے لیے، دوسرے سے "برائت" کرنی پڑتی ہے۔ یہی وہ حالت ہے کہ جس سے دوری، "قرب" کا باعث ہے اور جس سے برائت کا اظہار، "ولایت" کو مستحکم کرتا ہے اور ایک گروہ سے کٹنا، دوسرے مقابل والے گروہ سے ملا دیتا ہے۔

کفر و ایمان اور توحید و شرک میں بھی یہی حد بندی ہے۔ خدا پر واقعی ایمان رکھنے کے لیے، طاغوت کے بارے میں کافر ہونا پڑتا ہے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَن يَكْفُرُ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ (۱)

جس شخص نے جھوٹے خداؤں (بتوں) سے انکار کیا اور خدا ہی پر ایمان لایا، تو اس نے وہ مضبوط رسی پکڑ لی جو ٹوٹ ہی نہیں سکتی۔

جھوٹے خداؤں سے انکار، خدا پر ایمان لانے کا مقدمہ ہے۔ "آئمہ" (یعنی کئی خداؤں) کی نفی، ایک "اللہ" پر اعتقاد رکھنے کا مقدمہ ہے۔

کفر و ایمان قرین یکدیگر نہ ہر کہ را کفر نیست، ایمان نیست (ترجمہ: کفر اور ایمان، ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں کہ اگر کوئی جھوٹے خداؤں سے کفر نہ کرے اور ان کا انکار نہ کرے تو گویا وہ حقیقی ایمان نہیں رکھتا۔)

زیارت عاشورا کے اس فقرے میں جو کچھ آیا ہے، وہ اسی مسئلہ پر ایک مرتبہ پھر تاکید ہے۔ اگرچہ اس موضوع کے بارے میں پہلے بھی بحث ہو چکی ہے، لیکن اس پیراگراف

اطاعت اور زہد کا طریقہ، نیز ہوائے نفس کو کنٹرول کرنے کا راستہ ہے۔

ایک مفصل روایت میں امام باقرؑ، جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے فرماتے ہیں:

اے جابر! خدا کی قسم، اطاعت کے علاوہ کسی اور چیز سے خدا کا تقرب حاصل نہیں کیا جاسکتا اور ہماری دوستی رکھنا بھی، جہنم کی آگ سے آزاد ہونے کا سبب نہیں ہے اور کوئی بھی خدا کے سامنے حجت نہیں رکھتا، لیکن جو شخص خدا کی اطاعت کرے وہ ہمارا دوست اور محب ہے اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے وہ ہمارا دشمن ہے اور ہماری ولایت تک عمل صالح اور تقویٰ کے بغیر ہرگز نہیں پہنچا جاسکتا:

مَنْ كَانَ لِلَّهِ مُطِيعًا فَهُوَ لَنَا وَلِيٌّ وَمَنْ كَانَ لِلَّهِ غَاصِبًا فَهُوَ لَنَا عَدُوٌّ وَلَا تَنَالُوا وَلَا يَنَالُوا بِالْعَمَلِ وَالْوَرَعِ (۱)۔

اہل بیتؑ کی دوستی، ولایت اور ان کی محبت کا دعویٰ کرنا، ہرگز ان کی راہ اور ان کے طریقہ کار کے مخالفوں، ان کی فکر اور ان کے عمل کے دشمنوں، ان کے اٹھلائی راستے اور ستم کا مقابلہ کرنے کی راہ سے بھاگنے والوں سے دوستی، نیز ایسے لوگوں کے ساتھ الفت و محبت کرنے کے ساتھ سازگار نہیں ہے۔ ہم جس قدر اہل فساد و ستم اور من مانی کرنے والوں سے قریب ہونگے، اتنے ہی ہم اماموں کے راستے اور طریقے سے دور ہوتے جائیں گے۔

یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ بہت سی دعاؤں اور زیارت ناموں میں ایک واضح اصول کی صورت میں بیان ہوا ہے اور اسی زیارت عاشورا میں بھی، ایک جیسی تعبیروں کے ساتھ کئی مرتبہ تکرار ہوا، یہاں تک کہ یہ حصہ، بعینہ دو اضافی جملوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ میری صلح ہے آپ سے صلح کرنے والے سے اور میری جنگ ہے آپ سے جنگ کرنے والے سے۔ میں آپ کے دوست کا دوست اور آپ کے دشمن کا دشمن ہوں۔

۱۔ الحجۃ البیضاء، فیض کاشانی، ج ۱۔

إِنِّي سَلَّمْتُ لِمَنْ سَأَلَكُمْ وَخَظَّ لِمَنْ خَازَ بَكُمْ وَوَلِيَّ لِمَنْ وَالَاكُمْ وَعَدُوَّ لِمَنْ غَادَاكُمْ

اس کے بعد اس مقام پر اور اس حالت میں، زیارت کرنے والا ایک الہی عطیہ اور نعمت کو یاد کرتا ہے اور پروردگار کی ذات سے، کہ جس نے ائمہ کی معرفت اور محبت و کرامت سے نوازا ہے اور جس نے اہل بیتؑ کے دشمنوں سے برائت ہمارے نصیب فرمائی ہے، درخواست کی جاتی ہے کہ دنیا اور آخرت میں، ہمیں اہل بیتؑ کے ساتھ قرار دے اور دنیا و آخرت میں ہمیں سچائی کے ساتھ ثابت قدم رکھے اور ہمیں اس مقام محمود (پسندیدہ) تک پہنچائے، نیز ہمیں ہدایت کرنے والے ایسے امام کے ساتھ اور اس کے فرمان کے تحت جو آپ میں سے ہو، آپ کے خون کا بدلہ لینے کی توفیق دے اور ہمیں امام حسینؑ کی شہادت کے عظیم سوگ اور مصیبت عظمیٰ پر، کہ جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہایت عظیم مصیبت اور حادثہ ہے، بہترین اجر عنایت فرمائے۔

اس کے رحمتوں تک پہنچنے کا سبب بنے گا۔

یہی خدا سے ہماری دعا ہے۔ ہمیں اپنے آپ کو خدائی معرفت کی سمت میں قرار دینا چاہئے اور خدا کی بارگاہ میں پاک اور شائستہ ہستیوں کے ساتھ توسل کر کے، معرفت و محبت کی ”مضبوط رسی“ کو تھام لینا چاہئے۔

زندگی میں سعادت حاصل کرنا اور موت کے وقت شہادت پانا، یہی ہماری آرزو ہے۔ امام حسینؑ کی زیارت میں ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری زندگی اور موت کو محمد و آل محمدؑ کی زندگی و موت کی طرح قرار دے، لیکن محمد و آل محمدؑ کی زندگی کا طریقہ کار کیا تھا؟ انہوں نے زندگی کس طرح گزاری؟ یہ خاندان ہمارے لیے درس اور نمونہ عمل ہے، ہر جگہ پر، ہر چیز میں اور ہر ایک کے لیے۔ ان کی حیات طیبہ، دین کا خلاصہ تھا، ان کی زندگی، خدا کی راہ میں کوشش، مقصد کی خاطر فدا ہونے، اسلام کے لیے قربانی دینے، اخلاق، فضیلت اور سچائی کے لیے اسوہ اور نمونہ عمل ہونے، لوگوں کے ساتھ رہ کر لوگوں کے لیے کام کرنے، ان کے غم میں شریک ہونے اور ان کی خوشی میں مسرور ہونے اور حق چاہنے والوں اور ظلم کا مقابلہ کرنے والوں میں سے ہونے کا ایک جلوہ ہے۔

محمد و آل محمدؑ کی حیات طیبہ، مکمل طور پر طہارت و پاکیزگی سے لبریز ہے۔ ان کی زندگی عفت و شرافت، خلوص و ایثار، مہر و کرم، مؤمنین کے ساتھ خاطر مدارات اور خضوع، نیز باطل اور دین کے دشمنوں سے ساز باز نہ کرنے جیسی صفات سے بھری ہوئی ہے۔ خلاصہ یہ کہ: **أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ**

از خون گرم شیعہ، در تاریخ انسان در چہرہ سرخ شفق، بینی نشانی

نا سازگاری با ستمگار و ستمس برنامہ ہر شیعہ، ہر جا... ہر زمانی

(ترجمہ: انسانی تاریخ میں، شیعوں کے پر جوش خون سے، شفق کے سرخ چہرے پر ایک

آل محمد اور زندگی و شہادت کا راستہ

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي فِي مَقَامِي هَذَا مِنْ تَنَائُلِهِ مِنْكَ صَلَوَاتٍ وَرَحْمَةٍ اللَّهُمَّ اجْعَلْ خِيَايَ مَحْيَا مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمَيَاتِي مَمَاتَ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

اے خدا! مجھے اس (زیارت کے) مقام پر ان لوگوں میں سے قرار دے، جن کو تیری مہربانیاں اور تیری رحمت و بخشش نصیب ہوتی ہو۔ اے معبود! میری زندگی کو محمد و آل محمدؑ کی زندگی جیسی اور میری موت کو محمد و آل محمدؑ کی موت کی مانند قرار دے۔

زیارت میں جس بات کی اہمیت ہے وہ معرفت اور شناخت کا پہلو ہے۔ وہ چیز جس سے زیارت کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا ہے، وہ اس کے حساس مقام سے آگاہی اور اس کے مفادات اور فوائد پر بصیرت رکھنا ہے۔ وہ چیز جو امام حسینؑ کے زائر کو قرب خدا کے مقام تک پہنچاتی ہے اور الہی رحمت، بخشش اور مہربانی، اس کے شامل حال کرتی ہے، وہ ”زیارت“ کا عملی زندگی میں، سماجی موقف اختیار کرنے کے لیے اور حق کی حمایت اور باطل کا مقابلہ کرنے کے لیے، ثمر بخش ہونا ہے۔ وگرنہ ”زیارت“ کا مطلوبہ اثر نہ ہوگا اور زائر، خدائی برکت اور اس کی مغفرت کو درک نہیں کر سکے گا۔

وہ شخص جو زائر حسینؑ کا مقام حاصل کر لے اور سالار شہیدانؑ کی زیارت کے لیے آئے اور اس بارے میں اپنے مولیٰ سے ہم کلام ہو تو اس کی فکر اور اس کا عمل، نیز اس کی حرکات و سکنات بھی حسینؑ ہوں گی اور یہی مسئلہ اس کے گناہوں کے معاف ہونے اور

علامت دیکھو گے، مظالم اور سنگمِ ظالم سے مقابلہ، ہر شیعہ کا ہر زمانے اور ہر مقام پر نصب العین ہے۔

یہ ہے، سرخ علوی اور خونین تشیع کا راستہ اور آل محمدؐ کی حیات طیبہ اور سیرت۔

اے بیدار شیعو! اے ہنسوا! اے بھائیو!

اے نجات کی راہ میں قدم بڑھانے والو!

ہر ظالم کی بغاوت اور فتنے کا مقابلہ کرو۔

”کل یوم عاشورا و کل ارض کربلا“ ہر روز عاشورا وہر مقام کربلا ہے۔

یہ آل رسولؐ کی حیات طیبہ ہے اور ان کی موت، عقیدہ اور دین خدا کی راہ میں پر افتخار شہادت ہے۔ امام امت، خمینی کبیرؒ کہ جو اماموں کی راہ پر چلنے والے اور اسی مہذب نسل اور حریت مطہر میں سے تھے اور انہوں نے اسی مکتب میں تربیت پائی تھی، فرماتے ہیں: ”شہادت کا سرخ راستہ، آل محمدؐ و علیؑ کا راستہ ہے۔“

کیا خود امام حسینؑ نے یہ نہیں فرمایا:

فَبِإِنْ تَكُنِ الْأَبْدَانُ لِلْمَوْتِ أَثْنَاءَ فَقَتْلُ امْرِئٍ بِالسَّيْفِ فِي اللَّهِ أَجَلُ
اگر یہ جسم موت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، تو خدا کی راہ میں، تلوار کے ذریعہ کسی شخص کا قتل ہونا، کتنا خوبصورت ہے۔

اور کیا یہ بھی امام حسینؑ نے نہیں فرمایا:

إِنْ كَانَ دِينُ مُحَمَّدٍ لَمْ يَسْتَقِمَّ إِلَّا بِقَتْلِي فَيَا سَيُوفَ خُذِينِي

اگر میرے جد کا دین میرے قتل کے بغیر قائم نہیں رہتا،

اگر دین حق کا اگنے والا یہ تازہ پودا،

میری جان اور میرے خون کا محتاج ہے،

تو یہ لو، یہ میں ہوں اور یہ جنگ اور تیز تلواریں...

کیا ہمارے اماموں میں سے ہر ایک نے، اپنی جان خدا کی راہ میں پیش نہیں کی؟ کیا شیعوں کے امراء، شمشیر یا زہر کے ذریعہ، شہید نہیں کیے گئے؟ ”ما منّا الا مقتول او مسموم“ کیا شہادت اولیاء خدا کے لیے فخر کی بات نہیں؟ کیا علویوں، زہراءؑ کے فرزندوں اور اولادِ علیؑ نے خون کے وضو سے، سجادہ شہادت پر، نماز عشق نہیں پڑھی؟ کیا آل محمدؐ ہمیشہ عدالت قائم کرنے اور حق لینے کی وجہ سے مظلوم و مظلوم واقع نہیں ہوئے اور انہیں شہید نہیں کیا گیا؟

پس اے خدا! اگر ہم اس کی قابلیت اور اہلیت رکھتے ہیں تو ہماری زندگی اور موت کو راہ آل محمدؐ میں قرار دے۔

ایسی حیات جو تو چاہتا ہے،

ایسی موت جو تجھے پسند ہے،

بالکل اسی طرح جس طرح محمد و آل محمدؐ نے زندگی گزاری،

بالکل اسی طرح، جس طرح محمد و آل محمدؐ کی موت واقع ہوئی،

خون و شہادت کے بستر پر، پر شکوہ اور خدائی موت اور حضرت جعفر طیارؑ کے پروں کی طرح پر۔

اے رب! ہماری زندگی کو، اے رب! ہماری موت کو، اسی طرح قرار دے، جس طرح تو چاہتا ہے۔

محمد و آل محمدؐ کی پیروی کرنے والے کو چاہئے کہ زندگی میں توکل اور تقویٰ اختیار کرے، بصیرت و یقین کا چراغ لے کر چلے اور مبدا و معاد (قیامت) کے عقیدہ کی راہ میں، شہادت کے خوبصورت لباس کو اپنے بدن پر زیب تن کرے۔

امام نے فرمایا:

”کیا آپ کو نہیں معلوم؟... امام حسین علیہ السلام کو آج کے روز شہید کیا گیا ہے“^(۱)۔ آزاد لوگوں کے رہنا و سالار کی شہادت کی برسی کے موقع پر، آزاد لوگ اور شرفاء اس کے سوگ میں غمگین ہیں، لیکن شکم پرست، اقتدار کے لالچی اور ظلم و ستم کی پیروی کرنے والے، خوشحال ہیں۔ خدا پرست لوگوں کی خوشی اور سرور کا دن، مشرکین کے لیے عزا کا دن ہوتا ہے اور موحد لوگوں کے سوگ اور غمی کے دن، دشمنان خدا، خوشی مناتے ہیں۔ یہ حق و باطل اور نور و ظلمت کے درمیان، ایک فطری حالت ہے۔

عاشورا، امت اسلام کے لیے، عظیم سوگ کا دن ہے، دین کے ایک رہنما کے جدا ہو جانے کا دن ہے اور محبت خدا کے شہید ہو جانے کا دن ہے۔ یہ قتل عام اور ”آل اللہ“ کی اسیری کا دن ہے۔ یہ سید الشہداء اور ان کے اصحاب کے خون بہائے جانے کا دن ہے۔ یہ غم اور ماتم کا دن ہے، لیکن بنی امیہ، اپنے بغض اور حسد کو ظاہر کرنے کے لیے، اس دن نئے کپڑے پہنا کرتے تھے، اپنے بال بنواتے تھے اور آرائش کرتے تھے۔ اس روز وہ جشن اور عید مناتے تھے، اپنے خاندان کے لیے، خوشی اور مسرت کی محفل جمایا کرتے تھے۔ وہ اس روز کو، پر برکت دن قرار دے کر اس روز ایک سال کے لیے اپنے خورد و نوش کا سامان ذخیرہ کرتے تھے اور اس روز کو وہ نجستہ و مبارک سمجھ کر، روزہ رکھتے تھے^(۲)۔

لیکن اہل بیت کی ثقافت اس کے بالکل برعکس ہے، یہ روز غم و اندوہ اور مصیبت کا روز ہے، اس روز روزہ رکھنا مناسب نہیں، اس روز دنیاوی کام کرنے اور زندگی کے روزمرہ امور کو انجام دینے کی مذمت کی گئی ہے۔ عاشور کے دن کے لیے حکم دیا گیا ہے کہ۔ بغیر اس کے کہ روزہ رکھیں اور روزے کی نیت کریں۔ کربلا میں امام حسینؑ اور آپؑ

۱۔ وسائل الغیہ، ج ۷، ص ۳۳۸۔ ۲۔ شفاء الصدور فی شرح زیارۃ العاشور۔

بنی امیہ، شجرہ ملعونہ

اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ تَبَرَّكَتْ بِهِ بَنُو أُمَيَّةَ وَابْنُ أَكَلَةِ الْأَكْبَادِ اللَّعِينُ ابْنُ اللَّعِينِ عَلِيٍّ لِسَانِكَ وَلِسَانِ نَبِيِّكَ ﷺ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ وَمَوْقِفٍ وَقَفَ فِيهِ نَبِيُّكَ ﷺ اللَّهُمَّ الْغَنُ أَبَاسُفِيَّانَ وَمُعَاوِيَةَ وَيَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ مِنْكَ اللَّعْنَةُ أَبَدَ الْأَبَدِينَ وَهَذَا يَوْمٌ فَرَحَتْ بِهِ آلُ زِيَادٍ وَآلُ مَرْوَانَ بِقَتْلِهِمُ الْحُسَيْنِ ﷺ اللَّهُمَّ قَضَاعِفْ عَلَيْهِمُ اللَّعْنُ مِنْكَ وَالْعَذَابُ

اے معبود! بے شک یہ (عاشور) وہ دن ہے کہ جس کو بنی امیہ اور کھجے کھانے والی (ہند زوجہ ابوسفیان) کا بیٹا بابرکت جانتے ہیں جو تیری اور تیرے رسولؐ کی زبان پر ہر جگہ اور ہر مقام پر جہاں تیرے نبیؐ ٹھہرے ہیں، لعنت شدہ ہیں،

اے خدا! ابوسفیان، معاویہ اور یزید پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لعنت کر۔ آج ایسا دن ہے جس روز آل زیاد اور آل مروان نے امام حسینؑ کو قتل کر کے خوشی منائی، خدا یا تو اپنی لعنت اور عذاب کو ان پر دوچند کر دے۔

عبداللہ بن سنان کہتا ہے:

ایک مرتبہ عاشورا کے روز امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ آنسوؤں کے قطرے، موتیوں کے دانوں کی طرح، آپؑ کی آنکھوں سے آپ کے چہرے پر ٹپک رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: ”آپ کیوں گریہ فرما رہے ہیں؟“۔

اس فقرے میں، بنی امیہ کے منحوس درخت اور شجرہ ملعونہ کی ٹہنیوں اور پتوں پر بھی لعنت اور نفرین کی گئی ہے۔ منجملہ یزید و معاویہ، ابوسفیان اور مروان و آل زیاد کے خاندان پر لعنت کی گئی ہے۔ کلیجہ کھانے والی ہند، معاویہ کی ماں تھی کہ جس نے جنگ "احد" میں، اسلام سے حسد کی وجہ سے، حضرت حمزہ سید الشہداء کی شہادت کے بعد، آپ کے سینہ کو چاک کر کے، آپ کے کلیجہ کو نکالا اور اس پر اپنے دانت مارے۔ اس کے بعد، وہ "اکلہ الاکباد" جگر خوار کے نام سے معروف ہو گئی۔

یزید، اسی ہند کی اولاد میں سے ہے اور یزید، خدا کی زبان پر اور رسول خدا کی زبان پر بھی لعنت شدہ ہے۔ قرآن مجید میں "والشجرة الملعونة فی القرآن" کی تفسیر کو، بنی امیہ کے خاندان کے ناپاک درخت کے ساتھ تفسیر کیا گیا ہے۔ پیغمبر اسلام کی زبان کے مطابق، جب بھی آنحضرت کو عاشورائے حسینی اور ماجرائے کربلا کی یاد آتی، اپنے بیٹے حسین کی شہادت کی طرف اشارہ کرتے اور اس کے قاتل پر لعنت کرتے اور خداوند سے، قاتلوں کے لیے ذلت و عذاب کی دعا کرتے اور یہ کام ہر جگہ، ہر زمانے، ہر وقت اور ہر حالت میں کرتے۔

ابوسفیان، بنی امیہ کے نفرت آور درخت اور شجرہ ملعونہ کی جڑ تھا اور اس کی اولاد، اس اصل درخت کی شاخیں اور پتے تھے۔ اسلام اور پیغمبر کی عداوت ہمیشہ، ابوسفیان کے سینے میں موجود تھی اور یہی سارے فتنوں کی جڑ تھا۔ بہت سی خرابیوں، بدکاریوں اور سازشوں میں یا خود اس نے اصلی کردار ادا کیا ہے یا چند واسطوں کے ساتھ، ان کا اصلی سبب یہی شخص تھا۔ اس آلودہ خاندان نے ستم ڈھائے، ہتک عزت کی، خون بہائے اور اسلام کا مذاق اڑایا۔ بعض لوگوں نے منافقانہ طور پر اسلام کو تسلیم کیا تھا، وہ لوگ ہرگز دل سے مسلمان اور مؤمن نہیں ہوئے تھے۔ اسی لیے تو لعنت کے شائستہ اور نفرین و عذاب

کے اہل بیت کی بھوک اور پیاس کی یاد میں کھانے اور پینے سے ممکنہ حد تک پرہیز کریں یا سوگواروں اور مصیبت زدہ لوگوں کی طرح سادہ کھانا کھائیں اور لباس اور کردار و رفتار میں نیز ظاہری حالت میں بھی خود کو صدمہ پہنچنے والوں کی طرح مصیبت زدہ ظاہر کریں، گریہ و زاری کریں، ذکر و عزاء کی مجالس قائم کریں اور ایک دوسرے کے لیے عاشورا کے روزے مصائب بیان کریں۔

امام صادق نے عبداللہ بن سنان سے فرمایا:

"عاشورا کے روز، منجملہ بہترین کاموں میں سے ایک یہ ہے کہ صاف ستھرے کپڑے پہنیں اور مصیبت زدہ لوگوں کی طرح اس کے بٹن اور بازو کھلے رکھیں اور جب سورج اوپر چڑھ آتا ہے، دشت و صحرا یا ایسے مقام پر جہاں آپ کو کوئی نہ دیکھے چلے جائیں اور (دو دو رکعت کر کے) چار رکعت نماز پڑھیں، رکوع و سجود کو خضوع و خشوع کے ساتھ، بہتر انداز میں بجلائیں اور سلام کے بعد کربلا کی طرف رخ کر کے قبر امام حسین کی سمت منہ کریں اور عاشورا اور سید الشہداء اور ان کے اصحاب کی شہادت اور خاک و خون میں غلغلے ہونے کا منظر، نیز امام حسین کے گھروالوں اور ان کی اولاد کی پریشان حالت کو اپنی آنکھوں کے سامنے مجسم کریں۔ امام حسین پر درود و سلام اور آپ کے قاتلوں پر لعنت سمجھیں اور ان کے برے اعمال سے پروردگار کی بارگاہ میں بیزاری اور نفرت کا اظہار کریں اور ان سے برائت کا اعلان کریں۔ خداوند اس عمل کی وجہ سے، جنت میں آپ کے درجات میں اضافہ کرے گا..." (۱)

اہل بیت اور شیعوں کے اماموں اور پیشواؤں کی حالت یہ ہے اور ادھر دوسری طرف مروان، بنی امیہ، یزید بن معاویہ اور ان کے پیروکاروں کے اعمال وہ ہیں۔ زیارت کے

کے مستحق ہیں۔

اسلام پر جو ظلم و ستم انہوں نے ڈھایا، کسی اور نے نہیں کیا۔ چھٹی صدی کے معروف ایرانی شاعر و عارف ”حکیم سنائی“ نے کیا خوب کہا ہے:

داستان پسر ہند مگر نشنیدی کہ از اود سہ کس ادبہ پیہر چہ رسید؟
پدر او، دزدان پیہر بشکست مادر او، جگر عثم پیہر بمکید
ادبہ ناحق، حق داماد پیہر بگرفت پسر او سر فرزند پیہر پیرید
بر چنین قوم، تو لعنت نکنی شرمتم باد

(ترجمہ: کیا پسر ہند کی داستان آپ نے نہیں سنی، کہ اس نے اس کے خاندان کے تین لوگوں نے پیہر کے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس کے باپ نے آنحضرتؐ کے دندان مبارک کو شہید کیا، اس کی ماں نے آنحضرتؐ کے بچا کے کلیجہ کو چبایا، خود اس نے آنحضرتؐ کے داماد کا حق غضب کیا، اس کے بیٹے نے آنحضرتؐ کے نواسے کا گلہ کاٹا، اگر تم ایسی قوم پر لعنت نہ کرو گے تو تجھے شرم آنی چاہئے۔)

دوستی اور دشمنی، خدا کے ساتھ، تقرب کا ذریعہ

اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَقَرَّبُ إِلَيْكَ فِي هَذَا الْيَوْمِ وَفِي مَوْقِفِي هَذَا وَأُتِمُّ حَيَاتِي بِالْبِرِّ آتِيَهُ مِنْهُمْ
وَاللَّغْنَةِ عَلَيْهِمْ وَبِالْمَوْلَاةِ لِنَبِيِّكَ وَآلِ نَبِيِّكَ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ
اللَّهُمَّ الْعَنِ أَوَّلَ ظَالِمٍ ظَلَمَ حَقَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَخِرَ تَابِعٍ لَهُ عَلَى ذَلِكَ
اللَّهُمَّ الْعَنِ الْعِصَابَةَ الَّتِي جَاهَدَتِ الْحُسَيْنَ وَشَابَعَتْ وَبَايَعَتْ وَتَابَعَتْ عَلَى قَتْلِهِ
اللَّهُمَّ الْعَنَّهُمْ جَمِيعاً

اے معبود! آج کے دن اور اس مقام پر اور اپنی پوری زندگی میں، ان سے بیزاری، ان پر نفرت اور تیرے نبیؐ اور تیرے نبیؐ کی آلؑ سے دوستی کے ذریعہ، تیرا تقرب چاہتا ہوں،

اے خدا! محروم کر اپنی رحمت سے، سب سے پہل کرنے والے اس ظالم کو جس نے محمد و آل محمدؐ کا حق ضائع کیا اور اس پر بھی لعنت کر جس نے آخر میں اس ستم کرنے میں اس کی پیروی کی،

اے معبود! لعنت کر اس گروہ پر، جس نے امام حسینؑ سے جنگ کی، نیز ان پر بھی جو امام حسینؑ کے قتل میں ان کے ساتھی، ہمراہی اور ہم رائے تھے،
اے رب! ان سب پر لعنت بھیج۔

اس زیارت میں ”تولی“ و ”تبری“ اور ”دوستی“ و ”دشمنی“ کا مسئلہ متعدد بار ذکر ہو

نہایت ہی شدید انداز میں لعنتیں ہیں اور حقیقت میں یہ لعنت کے شائستہ لوگوں پر اس کے بھیجنے کی سمت کو معین کرنا ہے۔

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، خدا اور اس کے رسولؐ کی زبان پر اور آیات و روایات میں، بہت سے ناپاک و فاسد لوگوں، شیطان و ابلیس، نیز کفار و منافقین اور جھوٹے لوگوں پر لعنت کی گئی ہے۔ یہاں پر اور اس زیارت میں، کئی بار ان پر لعنت کا مسئلہ پیش ہو رہا ہے اور امام حسینؑ اور آپکے اصحابؓ کے دشمنوں اور قاتلوں کو ملعون لوگوں کے مصداق کے طور پر پہنچوایا جا رہا ہے اور لعنت کے واقعی مستحق لوگوں کو واضح کیا جا رہا ہے اتنی لعنتوں کی وجہ جاننے کیلئے اس زمانے کی تاریخ نہایت ہی اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں: بنی امیہ اور آل مروان کی حکومت کے دور میں، سنگم حاکموں کی عداوت اور انکے حسد کی آگ اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ خلافت سے وابستہ خود فروختہ خطباء اور حکومتی واعظین، خطبوں کے آغاز میں، ناپاک بنی امیہ کے خاندان کی تعریف و تحمید کرتے ہوئے، علیؑ ابن ابی طالبؑ پر لعنت کرتے تھے اور یہ کام خلفائے بنی امیہ کے حکم سے ہوتا تھا۔ علیؑ اور اولاد علیؑ پر لعنت کرنا، ایک اہم ضرورت، سنت جاریہ اور معمول کا کام بن چکا تھا، اسی لیے علیؑ اور اولاد علیؑ پر سب کرنا اور ان کی بدگوئی کرنا عادی ہو چکا تھا اور یہ کام اس حد تک عام ہو چکا تھا کہ حضرت امام حسنؑ اور معاویہ کے درمیان جنگ ترک کرنے کے پیمانہ صلح میں، ایک شق، حضرت علیؑ کو گالی نہ دینے اور سب نہ کرنے کے بارے میں تھی اور یہ کہ حضرت علیؑ کو اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے گا، (۱) لیکن معاویہ نے، جو کسی قسم کے عہد و پیمان کی پابندی نہیں کرتا تھا، اس شرط کی بھی خلاف ورزی کی اور اقتدار پر مکمل قبضہ کرنے کے بعد بھی اس نے سب اور لعن کا سلسلہ جاری رکھا اور لوگ

۱۔ حیا الامام الحسن بن علیؑ، باقر شریف القرشی، ج ۲ ص ۲۳۷۔

رہا ہے۔ اس سے اس مسئلہ کی اہمیت اور حساسیت کا اندازہ ہوتا ہے، کیونکہ ایک دل میں دو دلبروں اور معشوقوں کا عشق نہیں رکھا جاسکتا اور ایک آن میں دو طرف نہیں دیکھا جاسکتا۔ خداوند نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ”ما جعل الله لرجل من قلبین فی جوفه (۱)“ کسی کے بھی دو دل نہیں ہوتے اور اس ایک دل کے ساتھ آل رسولؐ کے ساتھ دوستی کرنی چاہئے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی۔ اہل بیت عصمت و طہارتؑ کی طرف جذب ہونا چاہئے اور باطل کی پیروی کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہئے اور خود یہ براست کا اعلان اور بیزاری کا اظہار، خداوند کی ذات سے تقرب کا ذریعہ ہے۔

خدا سے تقرب حاصل کرنا، ان سے براست کرنے اور پیغمبرؐ اور اس کی آلؑ سے ولایت رکھنے اور دوستی کرنے کے ذریعہ، نہ فقط ایک دن اور ایک سال کے لیے، بلکہ ہمیشہ اور ہر جگہ ہونا چاہئے، چاہے زیارت کے وقت ہو یا عمر بھر میں ہر روز، ”فی موقفی هذا وفي ایام حیاتی“۔ اگر ہم اولاد پیغمبرؐ کے قاتلوں اور دشمنوں سے اپنی بیزاری کا اعلان نہ کریں تو کس پر لعنت بھیجیں؟ اگر ہم نبیؐ کے گھرانے اور خاندان وحی کے ساتھ اپنی محبت، عقیدت اور وابستگی کا اظہار نہ کریں تو کس کے ساتھ دوستی اور مودت رکھیں؟ گریہ کنم دل از تو، دردم از تو، مہر این مہر بر کہ افکنم، آن دل کجا برم؟ (ترجمہ: اگر تجھ سے اپنے دل اور اپنی عقیدت و محبت کو کھو بیٹھوں تو یہ مہر و محبت کس سے کروں اور یہ دل کہاں لے جاؤں؟)

پھر لعنت کے مستحق کون لوگ ہیں؟

اس زیارت میں جو چیز سامنے آتی ہے وہ، خاندان بنی امیہ، آل مروان، شمر، یزید، معاویہ، آل زیاد، آل سفیان اور محمد و آل محمدؑ کے حق میں ظلم کرنے والوں پر مکرر اور

۱۔ سورۃ احزاب، آیت ۴۔

والوں پر ظلم و ستم کی بنیاد رکھنے والوں پر لعنت کرنے کے علاوہ اس جماعت اور گروہ پر بھی لعنت کی گئی ہے جس نے امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کر کے آپ کو رنج و مشقت میں ڈال دیا۔ ان لوگوں پر بھی لعنت کی گئی ہے جنہوں نے جنگ بھر کالے والوں کی پیروی کی اور یزید کی حکومت کے ساتھ بیعت کی۔ ان لوگوں پر بھی لعنت بھیجی گئی ہے جنہوں نے یزید کا حکم مانتے ہوئے امام حسینؑ اور آپ کے باوفا ساتھیوں کو قتل کیا۔ یہ سب لوگ خدا کی لعنت اور نفرت و بیزاری کے مستحق ٹھہرے ہیں، کیونکہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی صورت میں اس عظیم ظلم میں شریک ہے، کوئی براہ راست جنگ میں شریک ہونے کی وجہ سے اور کوئی امام حسینؑ کے قتل پر قلبی طور پر راضی ہونے کی وجہ سے، کوئی اسلحہ اور فوجی ساز و سامان فراہم کرنے اور کوئی افرادی قوت کی رہنمائی اور جمع آوری کرنے کی وجہ سے اور کوئی بیعت کے ذریعہ باطل حکومت کے استحکام اور کوئی یزیدی لشکر میں شامل ہو کر اس میں اضافہ کرنے کی وجہ سے اور کوئی یزیدی لشکر کے حق میں نعرے لگانے کی وجہ سے اور کوئی جعلی روایات بنا کر لوگوں کا شعور تبدیل کرنے کی وجہ سے، یہ سب لوگ جرم میں شریک گروہ "عصابہ" ہے اور امام حسینؑ اور آپ کے باوفا اصحاب کے خون میں ان لوگوں کا ہاتھ رنگا ہوا ہے۔

اس کے حکم کے مطابق اس برسے اور ناپسند عمل کو انجام دینے کے پابند تھے اور خطباء بھی نماز جمعہ اور عید کی نمازوں کے خطبوں میں اس پر عمل کرتے تھے اور اگر کوئی اس پر عمل نہ کرتا تو اس سے باز پرس ہوتی اور اس کی سرزنش کی جاتی اور اس کا شمار خطاکاروں میں سے ہوتا (۲)۔

معاویہ نے یہ روش اپنے اقتدار کے استحکام اور امامؑ کے نفوذ اور امامؑ کی شخصیت کو ختم کرنے کے لیے اپنائی تھی۔ ان گالیوں کی برگشتہ اصل میں خدا کو گالیاں دینے کی طرف ہے، کیونکہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے: جو شخص علیؑ پر سب کرے اس نے مجھ پر سب کی ہے اور جو شخص مجھے برا بھلا کہے اس نے خدا پر سب کی ہے "من سب علیاً فقد سبني ومن سبني فقد سب الله" (۳)۔

سب کرنے کا یہ طریقہ اسی طرح بنی امیہ کے خلفاء کے دور میں رائج تھا، یہاں تک کہ یہ کام "عمر بن عبدالعزیز" کے زمانے میں ختم ہوا۔ جب وہ خلافت پر پہنچا تو اس نے انیک حکم نامے کے تحت تمام والیوں اور عملداروں کو حکم دیا کہ اس کام سے پرہیز کیا جائے۔ اس خلیفہ کا ایک علیحدہ موقف تھا، اس نے سب کو منع کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ "فدک" بھی اولاد زہراءؑ کو واپس کر دیا جائے۔ حضرت علیؑ اور اولاد علیؑ پر سب کا حکم دینے کی تجویز دینے والے اور اس پر عمل کرنے والے ایسے افراد تھے جو اپنی آلودگی اور مظالم کی وجہ سے سب سے زیادہ خدا اور لوگوں کی لعنت، نفرت اور نفرین، نیز دنیاوی ذلت اور اخروی عذاب کے مستحق تھے۔

زیارت کے اس پیرا گراف کے آخری جملوں میں محمد و آل محمدؑ اور ان کی پیروی کرنے

۱۔ حیات الامام الحسن بن علیؑ، باقر شریف القرشی، ج ۲ ص ۲۳۹۔

۲۔ حیات الامام الحسن بن علیؑ، باقر شریف القرشی، ج ۲ ص ۲۳۹ (بہ نقل از مستدرک الحاکم، ج ۳ ص ۱۳۱، و ذخائر العقبی، ص ۱۶۶)۔

(ترجمہ: ایک عرصے سے آپ کے مہر و وفا سے دل لگا رکھا ہے، آپ کا دامن تھام کر ہم خود سے بے خود ہو گئے ہیں، ہمارے لیے چونکہ آپ کے حریم وصال میں کوئی راہ نہیں، اس لیے امید لگائے، راستے میں بیٹھے ہیں، ہر ایک نے اپنے خیال میں ایک آرزو لگا رکھی ہے، لیکن ہم نے دونوں جہاں میں آنکھ بند کر کے، اپنے دل کو آپ کے حوالے کر رکھا ہے)

سلام ہو ان منائے عشق میں قربانی ہونے والوں پر۔

سلام ہو ان سچے اور خالص اسماعیل جیسے اصحاب پر۔

سلام ہو ان باوفا اصحاب پر۔

ان پر ہمارا سلام ہو، خدا کا سلام ہو، رسولوں اور اماموں کا سلام ہو اور مقرب فرشتوں کا سلام ہو۔

ان پر سلام ہو، جب تک ہم ہیں، جب تک شب و روز ہے، ہمیشہ اور ہر جگہ پر۔ ہم نے ہمیشہ کے لیے، خدا سے زیارت کی توفیق مانگی ہے اور یہ کہ یہ ہماری آخری زیارت اور اس زیارت کے ذریعہ یہ ہمارا آخری عہد نامہ نہ ہو، ہماری آخری توجہ امام حسینؑ کے روضہ پر نہ ہو، بلکہ ہر جگہ اور ہمیشہ، امام حسینؑ کی یاد میں اور اس کے زائر ہوں اور اس کی محبت و ولایت کی مشعل کو ہمیشہ کے لیے اپنے دل میں جلا کر رکھیں۔ ہماری روح اور ہمارا نفس، ہمیشہ ”زیارت“ و دیدار کی حالت میں رہے۔

پھر بھی لعنت کا ذکر ہوا ہے اور پھر دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے۔ ہم نے خدا سے دعا کی ہے کہ یزید بن معاویہ پر لعنت کرے، کیونکہ اس ظالم نے اپنے اقتدار کے پہلے سال، کربلا میں قتل عام کیا اور امام حسینؑ کے اہل بیتؑ کو اسیر بنایا، اپنی حکومت کے دوسرے سال، اپنے لشکر والوں کو مدینہ بھیجا اور لوگوں کو سہر کوب کر کے، قتل و غارت کا سلسلہ شروع کیا، کہ جس کی وجہ سے ہزاروں لوگ قتل عام ہوئے، مسلمانوں کی ناموس

پیمان و عہد کی تجدید اور میثاق کی تحکیم

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ وَعَلَى الْأَزْوَاجِ الَّتِي خَلَّتْ بِفَنَائِكَ عَلَيْكَ مِنِّي سَلَامُ اللَّهِ
أَبَدًا مَا بَقِيََتْ وَبَقِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَلَا جَعَلَهُ اللَّهُ آخِرَ الْعَهْدِ مِنِّي لِزِيَارَتِكُمْ السَّلَامُ
عَلَى الْحُسَيْنِ وَعَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَعَلَى أَوْلَادِ الْحُسَيْنِ وَعَلَى أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ

سلام ہو آپ پر، یا ابا عبد اللہ الحسین اور ان زوجوں پر جو آپ کے آستان پر آرام فرما ہیں۔ آپ پر میری طرف سے خدا کا سلام ہو ہمیشہ جب تک میں زندہ ہوں اور جب تک دن رات باقی ہیں۔ خدا آپ کی اس زیارت کو میری آخری زیارت قرار نہ دے۔ سلام ہو حسینؑ پر اور شہزادہ علی اکبرؑ فرزند حسینؑ پر، سلام ہو حسینؑ کی اولاد اور حسینؑ کے اصحاب پر۔

زیارت کے آخر میں پہنچ چکے ہیں۔ زیارت ”سلام“ سے شروع ہوئی اور ”سلام“ پر ہی ختم ہوئی۔ حسینؑ پر سلام ہو، آپ کے باوفا اصحاب پر سلام ہو، سلام ہو ان پاک جانوں پر جو آپ کے آستان اور آپ کے جوار میں آرام فرما ہیں۔ ان باوفا اصحاب کا حال کچھ اس طرح ہے:

عمریست، دل بہ مہر و وفا، تو بستیہ ایم پیوند با تو بستیہ و از خود گسسته ایم
مارا چو در حریم وصال تو، راہ نیست دل بر امید، بر سر راہی نشسته ایم
با خود، خیال آرزوئی بستیہ ہر کسی ما، دیدہ از دو عالم و دل در تو بستیہ ایم

گروہ کے سامنے کھڑے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے عزیز واقارب کو مسلمانوں کے گردے پر مسلط کیا اور مسلمانوں کے اموال اور بیت المال کو خورد برد کیا اور عیاشی و عیاری، فسق و فجور، شراب و شہوت، اشرافیت و تجمل، عشرت و لذت اور قصر نشینی کی بساط پھیلائی اور ”خلافت رسول اللہ“ کے عظیم مقام پر غاصبانہ قبضہ کر کے بیٹھ گئے اور رسول خداؐ کے خلاف اقدام کیا اور آپؐ کے خلاف قلم چلایا اور عمل کیا۔ قیامت کے روز تک، ان تمام ناپاک لوگوں پر خدا کی لعنت ہو۔

پر تجاوز کیا، نیز فساد و فحشاء کا ارتکاب کیا، تیسرے سال میں، شہر مکہ پر حملہ کیا اور اس مرکز توحید اور قبلہ اسلام پر منہ بیک چلایا۔

ایک اور لعنت ”عبید اللہ زیاد“ پر کی گئی ہے کہ جو کوفہ کا والی تھا اور جس نے مسلم بن عقیل سفیر حسینؑ اور ہانی کو شہید کیا، جس نے امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کے لیے ایک عظیم لشکر فراہم کیا اور جس نے امام حسینؑ، آپؐ کے اصحاب اور آپؐ کے گھر والوں کے قتل اور ان کے محاصرے کا حکم دیا۔ اس کا دوسرا نام ”ابن مرجانہ“ ہے۔

ایک اور لعنت ”عمر سعد“ پر کی گئی ہے کہ جو کربلا میں موجود فوجوں کا کمانڈر تھا اور جو براہ راست امام حسینؑ کے اصحاب پر حملہ کرنے اور اس عظیم قتل عام میں ملوث تھا۔ اسی طرح ”شمر“ پر بھی لعنت کی گئی ہے کہ جو امام حسینؑ کا قاتل تھا اور جس نے حسین بن علیؑ کے سر مطہر کو بے رحمی کے ساتھ پیچھے کی طرف سے جدا کیا۔

ایک اور لعنت، قیامت کے روز تک، آل ابوسفیان، آل زیاد اور آل مروان پر کی گئی ہے۔ اسلامی حکومت، یزید کے بعد، ابوسفیان کی اولاد سے، مروان کے ہاتھ آ گئی۔ اس نے بھی اپنی نو مہینوں کی حکومت میں، سیاست معاویہ کی پیروی کی اور ”عبید اللہ زیاد“ جیسے ظالم و سنگر لوگوں کو پناہ دی۔ اس کے بعد ”عبد الملک مروان“ نے منصب حکومت سنبھالا اور ”حجاج ثقفی“ کو اقتدار و امارت تک پہنچایا اور قتل و غارت کا حکم دیا اور ۲۱ سال جابرانہ حکومت کے بعد دنیا سے چلا گیا۔ اس کے بعد ”ولید بن عبد الملک“ مسلمانوں پر مسلط ہو گیا اور اس نے کوئی ظلم باقی نہیں چھوڑا۔ ۹ سال بعد اس کا بھائی ”سلیمان بن عبد الملک“ کہ جو ناپاک، شکم پرست اور شہوت ران تھا۔ نے اقتدار سنبھالا اور وقت نے اسے مطلق العنانی اور عیاشی کی دو سال سے زیادہ مہلت نہ دی۔ یہ ہیں آل مروان، آل زیاد اور آل ابوسفیان، کہ جو ”ائمہ“ کے مقابلے میں اور ”اہل بیت پیغمبر“ کے برحق

ذات کے لئے ان مصائب پر راضی ہو جاتے ہیں اور خدا کی حمد کرتے ہیں، کیونکہ
”السلام للولاء“

اگر بادیگرانش بود میلی چرا ظرف مرا بشکست لیلی
خدا سے دعا کی ہے کہ قیامت کے روز۔ یوم الورد۔ ہمیں امام حسینؑ کی شفاعت
نصیب فرمائے اور اپنی بارگاہ میں ہمیں امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے ساتھ ثابت
قدم رکھے، جنہوں نے امام حسینؑ کی راہ میں اپنے خون کو نثار اور ایثار کیا۔ یہ ہے میثاق کی
تجدید اور عہد و پیمان کا استحکام۔ دنیا میں حسینؑ کے ساتھ ہونا، اس کے عشق سے لبریز
رہنا، اس کی زیارت کرنا اور آخرت میں اس کی شفاعت سے بہرہ مند ہونا اور
کامیاب ہونا۔ یہ ہے حسینی زندگی اور اہل بیتؑ کے عشق و ولایت کا ثمرہ۔ ہر کوئی
قیامت کے روز اپنے محبوب کے ساتھ محشور ہوگا۔
اور... امام حسینؑ، پوری تاریخ کے تمام عاشورا والوں کے محبوب ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْعَدُوَّ

سچے عاشقوں کا مقام، صبر و رضا کی منزل ہے

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدَ الشَّاكِرِينَ لَكَ عَلَى مُضَاهِيهِمُ الْحَمْدُ اللَّهُ عَلَى عَظِيمِ رِزْيَتِي
اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَفَاعَةَ الْحُسَيْنِ يَوْمَ الْوُزُودِ...

اے معبود! تیرے لیے ہے حمد وہ حمد جو عزاداری پر تیرا شکر بجالانے والے کرتے
ہیں، حمد ہے خدا کے لیے جس نے مجھے عزاداری نصیب کی۔
اے خدا! صحرائے محشر کے روز مجھے حسینؑ کی شفاعت سے بہرہ مند فرما اور جب
تیرے پاس آؤں تو مجھے حسینؑ اور ان اصحاب کے ساتھ ثابت قدم رکھ، جنہوں نے امام
حسینؑ کے لیے اپنی جانوں کی قربانی دی۔

گر آسودہ، در بستان، می پسندد پسندیدم، آنچہ خدای پسندد
چرا دست یازم؟ چرا پای کو بم؟ مرا، دست و بی دست و پای پسندد
(ترجمہ: کوئی آسائش و آرام پسند کرتا ہے اور کوئی امتحان، میں وہ چیز پسند کرتا ہوں جو
خدا پسند کرتا ہے، میں کیوں ہاتھ پھیلاؤں اور کیوں بے صبری کروں؟ مجھے بغیر ہاتھ اور
پاؤں کے پسند کرتا ہے۔ یعنی خدا صبر و شکر کرنے پر اجراء دے گا)

ان تمام جانسوز مصائب کے باوجود، ان تمام عظیم سوگوں کے باوجود اور ان تمام
دلخراش شہادتوں کے باوجود، پھر بھی خدا کا شکر و سپاس ادا کرتے ہیں۔ مصیبت پر صبر،
شکر اور راضی ہونا بھی، اہل بیتؑ کے عشق و محبت کے ثمرات میں سے ہے۔ خدا کی

زیارت عاشورا

عاشورا کے دن زیارت امام حسین

معلوم ہو کہ عاشورا کے دن کے لیے امام حسین علیہ السلام کی بہت سی زیارتیں نقل ہوئی ہیں اور ہم بغرض اختصار و وہی زیارتوں پر اکتفا کریں گے، قبل ازیں دوسرے باب میں روزِ عاشورا کے اعمال میں ایک زیارت لکھی گئی ہے اور وہ مطالب بھی دہاں ذکر ہوئے ہیں جو اس مقام کے ساتھ مناسب رکھتے ہیں۔ اب رہیں دو زیارتیں تو ان میں سے پہلی وہی زیارتِ عاشورا ہے کہ جو معروف ہے اور دُور و نزدیک سے پڑھی جاتی ہے، اس کی تفصیل جیسا کہ شیخ ابو جعفر طوسی نے کتاب مصباح میں فرمائی ہے اس طرح ہے کہ محمد بن اسماعیل بن بزیع نے صالح بن عقبہ سے، اس نے اپنے باپ سے اور اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص دسویں محرم کے دن امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اور اس کے ساتھ دہاں گریہ بھی کرے تو روزِ قیامت وہ خدا سے ملاقات کرے گا۔ دو ہزار حج، دو ہزار عمرہ اور دو ہزار جہاد کا ثواب رکھتے ہوئے کہ جن کا ثواب اس شخص کے ثواب کے برابر ہوگا، جس نے حج، عمرہ اور جہاد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے ساتھ ہو کر کیا ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی آپ پر قربان ہو جاؤں ایسے شخص کے لیے کیا ثواب ہے جو کہ بلا سے دُور دراز کے شہروں میں رہتا ہو اور اس کے لیے عاشور کے دن مزارِ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو آنا ممکن نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ اس

کی مصیبت زدگی کا ثواب ہوگا خواہ وہ طبعی موت سے فوت ہوا ہو یا شہید کیا گیا ہو اس وقت جب خدا نے اس دنیا کو پیدا کیا اور اس وقت تک جب قیامت بپا ہوگی۔ صالح ابن عقبہ اور سیف ابن عمیو کا بیان ہے کہ علقمہ ابن محمد حضرمی نے کہا میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ مجھے ایسی دعا بتائیے کہ جسے میں دسویں محرم کے دن امام حسین علیہ السلام کی نزدیک سے زیارت کرتے وقت پڑھوں اور ایسی دعا بھی تعلیم فرمائیں کہ جو میں اس وقت پڑھوں جب نزدیک سے حضرت کی زیارت نہ کر سکوں اور میں دور کے شہروں سے اور اپنے گھر سے اٹھنے کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کو سلام پیش کروں۔ آپ نے فرمایا کہ اے علقمہ! جب تم دو رکعت نماز ادا کرو اور اس کے بعد سلام کے لیے حضرت کی طرف اشارہ کرو تو اشارہ کرتے وقت شکر کہنے کے بعد یہ دعا پڑھو۔ پس جب تم یہ دعا پڑھو گے تو بے شک تم نے ان الفاظ میں دعا کی ہے کہ جن الفاظ سے وہ فرشتے دعا کرتے ہیں جو امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے آتے ہیں، چنانچہ خدا تمہارے لیے دس لاکھ دیے کھے گا اور تم اس شخص کی مانند ہو گے جو حضرت کے ہمراہ شہید ہوا جو اترم اس کے درجہ میں حصہ دار بن جاؤ گے۔ نیز تم ان افراد میں شمار کیے جاؤ گے جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے ہیں۔ نیز تمہارے لیے ہر نبی و رسول کا اور امام مظلوم کے ہزاروں کا ثواب کھٹا جائے گا اس دن سے کہ جب آپ شہید ہوئے ہیں سلام ہو آپ پر اور آپ کے خاندان پر پس وہ زیارت عاشورا یہ ہے:

السلام عليك يا ابا عبد الله السلام عليك يا ابن رسول الله السلام
سلام ہو آپ پر اے ابا عبد اللہ سلام ہو آپ پر اے رسول خدا کے فرزند سلام ہو
عليك يا ابن أمير المؤمنين وابن سيد الوصيين السلام عليك يا ابن
آپ پر اے امیر المؤمنین کے فرزند اور امیرا کے سردار کے فرزند سلام ہو آپ پر اے فرزند
فاطمه سیدتنا العالین السلام عليك يا ثار الله وابن ثاره
فالہ جو جانوں کی عورتوں کی سردار ہیں سلام ہو آپ پر اے قرآن خدا اور قرآن خدا کے فرزند
والوثر الموتور السلام عليك وعلى الأرواح التي حلت بفنائك عليكم
اور وہ خون جس کا جلا یا جاتا ہے سلام ہو آپ پر اے ان روحوں پر جو آپ کے آستانہ میں مدفون ہیں آپ سب پر

صورت میں وہ شخص صحرائیں چلا جائے یا اپنے گھر کی سب سے اونچی چھت پر چڑھے اور حضرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلام کرے اور آپ کے قاتلوں پر جتنی ہوسکے لعنت بھیجے، پھر دو رکعت نماز پڑھے اور یہ عمل دن کے پہلے جتنے میں زوال سے قبل بجالائے، بعد میں امام حسین علیہ السلام کے لیے روئے اور فریاد بلند کرے۔ نیز گھریں جو افراد ہوں اگر ان سے تعلق نہ کرنا ہو تو انہیں بھی کہہ کہ وہ گریہ کریں۔ اس طرح وہ اپنے گھریں سو گواہی اور گریہ زاری کی صورت بنائے اور حضرت کے مصائب پر با آواز بلند روتے ہوئے وہ لوگ ایک دوسرے سے تعزیت کریں۔ تو میں خدا کی طرف سے ان لوگوں کے لیے ضامن ہوں کہ اگر وہ اس طرح عمل کریں تو ان کو بھی وہی پورا ثواب ملے گا، میں نے عرض کی کہ آپ پر قرآن ہو جائوں آیا آپ اس ثواب کے ضامن و کفیل ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں ہر اس شخص کے لیے اس ثواب کا ضامن و کفیل ہوں۔ جو یہ عمل انجام دے، تب میں نے عرض کی کہ وہ لوگ کس طرح ایک دوسرے سے تعزیت کریں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے یہ کہیں:

أَعظَمَ اللهُ أَجُورَنَا بِمَصَابِتِهَا بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعَلْنَا وَإِيَّاكُمْ
خدا ہماری جہادوں میں اعزاز کرے اس سو گواہی پر جو ہم نے امام حسین علیہ السلام کے لیے کی اور ہمیں ہیں ان کے خون کا دل
مِنَ الظَّالِمِينَ بِشَارِهِ مَعَ وَلِيِّهِ الْإِمَامِ الْهَادِي مِنَ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
یعنے دلوں میں قرار دے ان کے وارث امام ہادی کی ہر ای میں جو آل محمد علیہم السلام میں سے ہیں۔

اگر ایسا ممکن ہو تو دسویں محرم کے دن کوئی شخص اپنے ذاتی اغراض کے لیے کہیں نہ جائے کیونکہ یہ دن نغمہ ہے جس میں کسی مومن کی حاجت براری نہیں ہوتی اور اگر حاجت پوری ہو بھی جائے تو وہ اس مومن کے لیے بابرکت نہیں ہوگی اور وہ اس میں بھلائی نہ دیکھے گا۔ نیز کوئی مومن اس دن اپنے گھر کے لیے ذبیحہ نہ کرے کہ جو شخص اس دن کوئی چیز ذبیحہ کرے گا اس میں برکت نہ ہوگی اور وہ اس کے لیے مفید ثابت نہیں ہوگی نہ ان افراد کے لیے جن کی خاطر وہ ذبیحہ کیا ہے۔ پس جو لوگ یہ عمل بجالائیں گے تو خدا نے تعاضلے ان کے نام ہزار حج ہزار عمرہ اور ہزار جہاد کا ثواب کھے گا جو انہوں نے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہمراہی میں کیا ہو، اس کے علاوہ ان کے لیے ہر مغیرہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کی

فَمَنْ جِيئًا سَلَامُ اللَّهِ أَبَدًا نَمَا بَقِيَتْ وَبَنَى اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ لَقَدْ

بری طرف سے خدا کا سلام ہمیشہ تک میں باقی ہوں اور رات دن باقی ہیں اے ابا عبد اللہ آپ کا سلام

عَظُمَتِ الرِّزْيَةُ وَجَلَّتْ وَعَظُمَتِ الْمُصِيبَةُ بِكَ عَلَيْنَا وَعَلَى جَمِيعِ أَهْلِ

بہت بھاری اور بہت بڑا ہے اور آپ کی مصیبت بہت بڑی ہے ہمارے لیے اور تمام اہل اسلام

الْإِسْلَامِ وَجَلَّتْ وَعَظُمَتِ مُصِيبَتُكَ فِي السَّمَوَاتِ عَلَى جَمِيعِ أَهْلِ

کے لیے اور بہت بڑی اور بھاری ہے آپ کی مصیبت آسمانوں میں تمام آسمانوں والوں کے

السَّمَوَاتِ فَلَعَنَ اللَّهُ أُمَّةً أَتَسَسَتْ أَتَاسَ الظُّلْمِ وَالْجَوْرِ عَلَيْكُمْ أَهْلُ

لے پس خدا کی لعنت اس گروہ پر جس نے بنیاد ڈالی آپ پر ظلم و ستم کرنے کی اے اہل

الْبَيْتِ وَلَعَنَ اللَّهُ أُمَّةً دَفَعَتْكُمْ عَنْ مَقَامِكُمْ وَأَزَالَتْكُمْ عَنْ مَرَاتِبِكُمْ

بیت اور خدا کی لعنت اس گروہ پر جس نے آپ کو آپ کے مقام سے ہٹایا اور آپ کو اس مرتبے سے گرا دیا

الَّذِي رَبَّكُمْ اللَّهُ فِيهَا وَلَعَنَ اللَّهُ أُمَّةً قَتَلَتْكُمْ وَلَعَنَ اللَّهُ الْمُهَيِّدِينَ

خدا نے اس مقام میں آپ کو دیا خدا کی لعنت اس گروہ پر جس نے آپ کو قتل کیا اور خدا کی لعنت ان پر جنہوں نے

لَهُمْ بِالشَّمَكِينِ مِنْ قِتَالِكُمْ بُرِّئْتُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَيْكُمْ مِنْهُمْ وَمِنْ

ان کو آپ کے ساتھ جنگ کرنے کی قوت فراہم کی میں بری ہوں خدا کے اور آپ کے سامنے ان سے ان کے

أَشْيَاءِهِمْ وَاتَّبَاعِهِمْ وَأُولِيَاءِهِمْ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ إِنِّي سَلَّمْتُ لِمَنْ

دو گروہوں ان کے پیروکاروں اور ان کے دوستوں سے اے ابا عبد اللہ میری صلح ہے آپ سے صلح کرنے والے

سَأَلَكُمْ وَخَرَّبْتُ لِمَنْ حَارَبَكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَعَنَ اللَّهُ الْإِسْلَامَ

سے اور میری جنگ ہے آپ سے جنگ کرنے والے سے روز قیامت تک اور خدا لعنت کرے اولاد زیاد

وَالْمَرْوَانَ وَلَعَنَ اللَّهُ بَنِي أُمَيَّةَ قَاطِبَةً وَلَعَنَ اللَّهُ ابْنَ مَرْجَانَةَ وَ

اور اولاد مروان پر خدا لعنت کرے بنی امیہ کے تمام اور خدا لعنت کرے ابن مرجانہ پر خدا لعنت

لَعَنَ اللَّهُ عُمَرَ بْنَ سَعْدٍ وَلَعَنَ اللَّهُ شِمْرًا وَلَعَنَ اللَّهُ أُمَّةً أَسْرَجَتْ

کرے عمر بن سعد پر خدا لعنت کرے شمر پر اور خدا لعنت کرے جنہوں نے زمین کی

وَالْجَمْعُ وَسَقَبَتْ لِقَاتُكَ يَا بَنِي أُمَيَّةَ لَقَدْ عَظُمَ مُصِيبَتُكَ

تمام دی گھوڑوں کو اور لوگوں کو نکالا آپ سے لڑنے کے لیے میرے اہل باپ آپ پر قرآن پڑھنا آپ کی خاطر ہر امر پر مکیا ہے

فَأَسْأَلُ اللَّهَ الَّذِي أَكْثَرُ مَقَامَكَ وَأَكْثَرُ مَنِي بِكَ وَأَنْ تَرْزُقَنِي طَلَبَ تَارِكَ

پس سوال کرتا ہوں خدا سے جس نے آپ کو بیشمار مقامات عطا کی اور آپ کے ذریعے مجھے عزت دی یہ کہ وہ مجھے آپ کے خون کا

مَعَ إِمَامٍ مَشْهُورٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي

بدل لینے کا موقع دے ان امام مشہور کی برائیں میں جو ہوں جسے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ میں سے اے مہربان! مجھ کو اپنے

عِنْدَكَ وَجِئًا بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ

اں ابرو مند بناؤ اوسط حسین علیہ السلام کے دنیا اور آخرت میں اے ابا عبد اللہ

إِنِّي أَتَقَرَّبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ وَإِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِلَى قَاطِبَةٍ وَإِلَى

بے شک میں قرب چاہتا ہوں خدا کا اس کے رسول کا امیر المؤمنین کا قاطبہ زہرا کا حسن بیٹی

الْحُسَيْنِ وَإِلَيْكَ بِمَوَالِيكَ وَبِالْبَرَاءَةِ مِنْ أَتَسَسَتْ أَتَاسَ ذَالِكَ وَ

۴ اور آپ کا قرب آپ کی جمداری سے اور اس سے بیزاری کے ذریعے کہ جس نے ایسی بنیاد قائم کی اس

بَنَى عَلَيْهِ بَيْتَانَهُ وَجَزَى فِي ظُلْمِهِ وَجَوْرِهِ عَلَيْكُمْ وَعَلَى أَشْيَاءِكُمْ

پر عمارت اٹھائی اور چر ظلم و ستم کرنا شروع کیا آپ پر اور آپ کے پیروکاروں پر میں بیزاری ظاہر

بُرِّئْتُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَيْكُمْ مِنْهُمْ وَأَتَقَرَّبُ إِلَى اللَّهِ شَرًّا إِلَيْكُمْ بِمَوَالِيكُمْ

کر رہا ہوں خدا کے اور آپ کے سامنے ان ظالموں سے اور قرب چاہتا ہوں خدا کا جو آپ کا آپ سے دوستی اور آپ کے

وَمَوَالِيكُمْ وَلِيَكُمُ الْبَرَاءَةُ مِنْ أَعْدَائِكُمْ وَالنَّاصِبِينَ لَكُمْ الْحَرْبَ

دوستوں سے دوستی کے ذریعے آپ کے دشمنوں اور آپ کے خلاف جنگ برپا کرنے والوں سے بیزاری کے ذریعے

وَالْبَرَاءَةَ مِنْ أَشْيَاءِهِمْ وَاتَّبَاعِهِمْ إِنِّي سَلَّمْتُ لِمَنْ سَأَلَكُمْ وَخَرَّبْتُ

اور ان کے طرفداروں اور پیروکاروں سے بیزاری کے ذریعے میری صلح ہے آپ سے صلح کرنے والے سے اور میری جنگ ہے

لِمَنْ حَارَبَكُمْ وَوَلِيٍّ لِمَنْ وَالَاكُمْ وَعَدُوٍّ لِمَنْ عَادَاكُمْ فَأَسْأَلُ

آپ سے جنگ کرنے والے سے میں آپ کے دوست کا دوست اور آپ کے دشمن کا دشمن ہوں پس سوال کرتا ہوں

اللَّهُ الَّذِي أَكْثَرُ مَنِي بِكَ وَمَعْرِفَةُ أَوْلِيَاءِكُمْ وَرَزَقَنِي الْبَرَاءَةَ

خدا جس نے عزت دی مجھے آپ کی پہچان اور آپ کے دوستوں کی پہچان کے ذریعے اور مجھے آپ کے دشمنوں سے بیزاری

مِنْ أَعْدَائِكُمْ أَنْ يَجْعَلَنِي مَعَكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَنْ يُثَلِّتَ لِي

کی کوئی دشمنی یہ کہ وہ مجھے آپ کے ساتھ رکھے دنیا اور آخرت میں اور یہ کہ مجھے آپ کے

عِنْدَكُمْ قَدْ مَرَّ صِدْقِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَسْأَلُهُ أَنْ يُبَلِّغَنِي الْمَقَامَ
 ضَرْهَمَانِ كَسَافَةٍ ثَابِتَةٍ قَدَّمَ رُكْعِي دُنْيَا وَآخِرَتِي فِي أَوَّلِ اسْمٍ سَأَلَ عَنْهُ كِتَابِي كَيْفَ هُوَ خَدَّاسِي
 الْمَحْمُودُ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَأَنْ يُرَزِّقَنِي طَلَبَ تَارِي مَعَ إِمَامٍ هُدًى
 آپ کے لیے پسندیدہ مقام پر پہنچانے پر مجھے نصیب کرے آپ کے خون کا بدلہ لے آپ میں سے اس امام کے ساتھ مجھے
 ظَاهِرًا طَافِيًا بِالْحَقِّ مِنْكُمْ وَأَسْأَلُ اللَّهَ بِحَقِّكُمْ وَبِالشَّارِبِ
 مددگار رہتی ہر حق باعد زبان پر لائے والا اور سوال کرتا ہوں خدا سے بواسطہ آپ کے حق اور آپ کی شان کے جو آپ
 الَّذِي لَكُمْ عِنْدَهُ أَنْ يُعْطِيَنِي بِمُصَابِيكُمْ أَفْضَلَ مَا يُعْطِي مُصَابًا
 اس کے ہاں رکھنے ہیں کہ وہ حاکم کرے کہ آپ کی سوگاری پر وہ بہترین اجر جو اس نے آپ کے کسی سوگاری کو دیا
 يُبْصِرُكُمْ بِمُصِيبَةٍ مَّا أَعْظَمَهَا وَأَعْظَمَ رَزَقَهَا فِي الْإِسْلَامِ وَفِي جَمِيعِ
 اس مصیبت پر کہ جو بہت بڑی مصیبت اور اس کی رنج و غم بہت زیادہ ہے سلام میں اور
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي فِي مَقَامِي هَذَا أَيْمَنَ شَأْلَهُ مِنْكَ
 تمام آسمانوں میں اور اس زمین میں اے مہود قرار دے مجھے اس جگہ پر ان ازلوں میں جن کو نصیب ہوئی تیری مہربانیاں
 صَلَوَاتٍ وَرَحْمَةٍ وَمَغْفِرَةٍ اللَّهُمَّ اجْعَلْ مَحْيَايَ مَحْيَا مُحَمَّدٍ وَآلِ
 تیری رحمت اور بخشش اے مہود قرار دے میری زندگی کو محمد و آل محمد کی زندگی
 مُحَمَّدٍ وَمَمَاتِي مَمَاتِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا أَيَوْمَ تَبَرَّكَتْ
 جیسی اور میری موت کو محمد و آل محمد کی موت کی مانند بنا اے مہود بے شک یہ وہ دن ہے کہ
 بِهِ بَنُو أُمِّيَّةٍ وَأَبْنَاءُ أَكَلَةِ الْأَكْبَادِ اللَّعِينُ ابْنُ اللَّعِينِ عَلَى لِسَانِكَ
 جس کو نبی امیر اور کچھ کمانے والی کا بیٹا باریک جانتا تھا جو لعنت شدہ کافر زندقہ سے تیری زبان پر
 وَلِسَانِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ وَمَوْقِفٍ
 اور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی زبان پر ہر شہر میں جہاں رہے اور ہر جگہ کہ جہاں ٹھہرے
 وَقَفَ وَيَسُو نَبِيِّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اللَّهُمَّ الْعَنِ أَبَا سُفْيَانَ وَمُعَوِيَةَ
 ہیں تیرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اے مہود! ظہار پڑھ کر ابوسفیان اور معاویہ
 وَيَزِيدَ بْنَ مُعَوِيَةَ عَلَيْهِمْ مِثْلُ اللَّعْنَةِ أَبَدًا لَا يَبِيدُونَ وَهَذَا أَيَوْمُ
 اور یزید بن معاویہ سے کران سے ظہار پڑھ کر تیری طرف سے ہمیشہ ہمیشہ اور ہمیشہ اور یہ وہ دن ہے

فَرَحْتُ بِهِ الْزِّيَادِ وَالْمُرُوءِ بَقِيْلِهِمُ الْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ
 میں خوش ہوئی زیادہ اور اولاد مردانہ کہ انہوں نے قتل کیا حسین صلوات اللہ علیہ
 اللَّهُمَّ فَضَاعِفْ عَلَيْهِمُ اللَّعْنُ مِنْكَ وَالْعَذَابُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَتَقَرَّبُ
 اے مہود پس تو دو چند کر دے ان پر اپنی طرف سے لعنت اور عذاب کو اے مہود بے شک میں تیرا قرب
 إِلَيْكَ فِي هَذَا الْيَوْمِ وَفِي مَوْقِفِي هَذَا وَأَيَّامِ حَيَاتِي بِالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ
 پابنا ہوں آج کے دن میں اس جگہ پر جہاں کھڑا ہوں اور اپنی زندگی کے دنوں میں بددعا ان سے بڑی کرنے
 وَاللَّعْنَةُ عَلَيْهِمْ وَبِالْمَوَالِ الْوَلِيَّةِ وَالْإِنِّي لَنَبِيٍّ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ
 اور ان پر نفرین جیسے کے اور پسند اس دعائی کے جو مجھے تیری نبی کی ال سے ہے سلام ہو تیرے نبی پر اور ان کی
 پھر سو مرتبہ کہے اللَّهُمَّ الْعَنِ أَوَّلَ ظَالِمٍ ظَلَمَ حَقَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَ
 اے مہود! محرم کر اپنی رحمت سے اس ظالم کو جس نے منافق کیا حق محمد و آل محمد کا اور
 الْآخِرَ تَالِجَ لَكَ عَلَى ذَلِكَ اللَّهُمَّ الْعَنِ الْعَصَابَةَ الَّتِي جَاهَدَتِ الْحُسَيْنَ
 اس کو بھی جس نے آخر میں اس کی پروا کی اے مہود لعنت کر اس جماعت پر جنہوں نے جنگ کی حسین سے
 وَشَايَعَتْ وَبَايَعَتْ وَتَابَعَتْ عَلَى قَتْلِهِ اللَّهُمَّ الْعَنَهُمْ جَمِيعًا
 نيزان پر بھی جو قتل حسین میں ان کے ساتھی ہوئی اور مرنے والے تھے اے مہود ان سب پر لعنت بھیج۔
 اب سو مرتبہ کہے: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ وَعَلَى الْأَرْوَاحِ الَّتِي حَلَّتْ
 سلام ہو آپ پر اے اباجہ اللہ اور سلام ان روحوں پر جو آپ کے آستانہ پر آتی ہیں
 بِفِنَائِكَ عَلَيْكَ مِنْ سَلَامِ اللَّهِ أَبَدًا مَا بَقِيَتْ وَبَقِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ
 آپ پر میری طرف سے خدا کا سلام ہو ہمیشہ جب تک زندہ ہوں اور جب تک رات دن باقی ہیں اور
 لَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا خِرَ الْعَهْدِ مِنِّي لِزِيَارَتِكُمْ السَّلَامُ عَلَى الْحُسَيْنِ
 خدا قرار دے اس کو میرے لیے آپ کی زیارت کا آخری موقع سلام ہو حسین پر اور
 وَعَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَعَلَى أَوْلَادِ الْحُسَيْنِ وَعَلَى أَصْحَابِ الْحُسَيْنِ
 شہزادہ علی اکبر و زین العابدین پر سلام ہو حسین کی اولاد اور حسین کے اصحاب پر۔
 پھر کہے: اللَّهُمَّ خَصَّصْ أَوَّلَ ظَالِمٍ ظَلَمَ لِعَيْنِ مِنِّي وَأَبْدَانِي أَوَّلًا ثُمَّ
 اے مہود! خاص کیا ہے تو نے پہلے ظالم کو میری عین سے بڑی میں تو اب اسی سے بڑی کا آغاز دنا پھر

جو علقہ ابن محمد حضرمی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روز عاشورا کے لیے روایت کی تھی۔ چنانچہ اس نے امیر المومنین علیہ السلام کے سر ہانے در رکعت نماز ادا کی اور اس کے بعد حضرت سے وداع کیا۔

زیارت عاشورا کے بعد کی دعا

یہ روایت جو نقل کی جا رہی ہے۔ اس کے سلسلہ بیان میں یہ بھی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام سے وداع کے بعد صفوان نے امام حسین علیہ السلام کو سلام پیش کیا۔ جب کہ اس نے اپنا منہ انہی کے روضہ اقدس کی سمت کیا ہوا تھا، زیارت کے بعد اس نے حضرت کا وداع بھی کیا۔ اور جو دعائیں اس نے نماز کے بعد پڑھیں ان میں سے ایک دعا یہ تھی:

يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ يَا كَاشِفَ كُرْبٍ
لے اللہ لے اللہ لے اللہ لے بے چاروں کی دعا قبول کرنے والے لے شکوں والوں کی تکلیفیں مٹانے والے
الْمَكْرُوبِينَ يَا عِيَاثُ الْمُسْتَغِيثِينَ يَا صَرِيحَ الْمُسْتَصْرِخِينَ وَيَا مَنْ هُوَ
دالے لے داؤ خواہوں کی داد دے دالے لے فریادوں کی فریاد کو پہنچنے والے اور لے وہ جو
أَقْرَبَ إِلَى مَنْ حَبْلُ الْوَرِيدِ وَيَا مَنْ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَيَا مَنْ هُوَ
شریک سے بھی زیادہ میرے قریب ہے لے وہ جو مرد اور اس کے دل کے درمیان مائل ہو جاتا ہے لے وہ جو
بِالْمَنْظَرِ الْأَعْلَى وَالْأَفْقِ الْبَاسِ وَيَا مَنْ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ عَلَى الْعَرْشِ
نظر سے بالاتر جگہ اور روشن تر کنارے میں ہے لے وہ جو بڑا مہربان نہایت رحم والا
أَسْتَوَى وَيَا مَنْ يَغْلِبُ خَائِفَتَهُ الْأَعْيُنُ وَمَاتُ خُفْيِ الصُّدُورِ وَيَا مَنْ لَا يَخْفَى
عاد ہے لے وہ جو آنکھوں کی ناروا حرکت اور دلوں کی باتوں کو مانتا ہے لے وہ جس پر کھلا
عَلَيْهِ خَافِيَةٌ يَا مَنْ لَا تَشْتَبِيهِ الْأَصْوَاتُ وَيَا مَنْ لَا تَغْلُظُهُ الْحَاجَاتُ
پر مشیدہ نہیں لے وہ جس کو آوازوں میں غلط فہمی نہیں ہوتی لے وہ جس کو حاجتوں میں بھول نہیں دیتی
وَيَا مَنْ لَا يُبْرِمُهُ الْحَاحُ الْمَلْجَأُ يَا مُدْرِكَ حَقْلِ فَنَوْتٍ وَيَا جَابِغَ
لے وہ جس کو مانگنے والوں کا اہل ہل نہیں کرتا لے ہر گشتہ کو پانے والے لے بھر دلوں کو اٹھا۔

الْعَيْنِ الثَّانِي وَالثَّالِثَ وَالرَّابِعَ اللَّهُمَّ الْعَنِّي يَزِيدُكَ خَاصًّا وَالْعَنِّي عُبَيْدُ
انہی بڑی کو دوسرے اور تیسرے سے اور چوتھے سے لے سمود! سنت کر زید پر جو پانچواں ہے اور سنت کر عبید
اللَّهُ بَنُ زِيَادٍ وَابْنُ مَرْجَانَةَ وَعَمْرُ بْنُ سَعْدٍ وَشُعْمَرًا وَالْأَبْنَاءُ سُفْيَانُ وَ
اللہ فرزند زیاد پر، فرزند مرجانہ پر، عمر بن سعد پر اور شعمر پر اور سمود سے دود کر اولاد ابوسفیان کو
الْزِيَادُ وَالْأَبْنَاءُ مَرْوَانَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ اس کے بعد سجدے میں جائے اور کہے
اور اولاد زیاد کو اولاد مروان کو رحمت سے دور کر قیامت کے دن تک۔

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَكَ الشَّاكِرِينَ لَكَ عَلَى مُصَابِيهِمُ الْحَمْدُ لِلَّهِ
لے سمود! تیرے لیے ہے حمد وہ حمد مراداری پر تیرا شکر بجالانے والے کرتے ہیں حمد ہے خدا کے لیے جس نے
عَلَى عَظِيمِ رَزِيَّتِي اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَفَاعَةَ الْحُسَيْنِ يَوْمَ الْوُرُودِ وَثَبِّتْ
مجھے مراداری نیسب کی لے سمود حشر میں آنے کے دن مجھے حسین کی شفاعت سے بہرہ مند فرما اور میرے
بِإِقْدَامِ صِدْقٍ عِنْدَكَ مَعَ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِ الْحُسَيْنِ الَّذِينَ بَدَلُوا
قدم کو سیدھا اور پکا بنا جب میں تیرے پاس آؤں حسین کے ساتھ اور اصحاب حسین کے ساتھ جنہوں نے
مُهِلَّجَهُمْ دُونَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
حسین علیہ السلام کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیں۔

علقہ کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر ممکن ہو تو یہی زیارت ہر روز
اپنے گھر میں پڑھ کر پڑھے۔ پس اس پر اسے وہ سارے ثواب ملیں گے، جن کا پہلے ذکر ہوا ہے۔
محمد ابن خالد طایسی نے سیف ابن عمیر سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: میں صفوان ابن مہران
اور اپنے بعض ساتھیوں کے ہمراہ نجف اشرف کی طرف نکلا جب کہ امام جعفر صادق علیہ السلام
جیرو سے مدینہ روانہ ہو چکے تھے۔ وہاں جب ہم امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت سے فارغ ہوئے
تو صفوان نے اپنا رخ ابو عبد اللہ حسین علیہ السلام کے روضہ مبارک کی طرف کر لیا اور کہنے لگے
اے مقام یعنی امیر المومنین علیہ السلام کے سراقدس کے قریب سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت
کو۔ کیونکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی جگہ سے اشارہ کرتے ہوئے حضرت کو سلام پیش کیا
تھا۔ جب کہ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ سیف کا کہنا ہے کہ تب صفوان نے وہی زیارت پڑھی

كُلِّ شَمْلٍ قِيَا بَارِئِ النَّفُوسِ بَعْدَ الْمَوْتِ يَأْمَنْ هُوَ كُلَّ يَوْمٍ فِي شَأْنِ
 کرنے والے اور اے لوگو! بعد از موت زندہ کرنے والے اے وہ ہر روز جس کی نئی نئی غماں ہے
 يَا قَا ضِئِ الْحَاجَاتِ يَا مَنْقَسِ الْكُرْبَاتِ يَا مُعْطِيَ الشُّوَلَاتِ يَا وَدِيَّ
 اے حاجتوں کے پورا کرنے والے اے معین دور کرنے والے اے سوالوں کے پورا کرنے والے اے خوشنویس
 الزَّعْبَاتِ يَا كَافِيَ الْهَمَاتِ يَا مَنْ يَكْفِي مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يَكْفِي
 برحق اے شکوں میں مددگار اے وہ ہر امر میں مددگار ہے اور جس کے سوا
 مِنْهُ شَيْءٌ عَرَفَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ اسْأَلْكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ
 زمین اور آسمانوں میں کوئی چیز مدد نہیں کرتی سوال کرتا ہوں تجھ سے بواسطہ نبیوں کے خاتم
 النَّبِيِّينَ وَعَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَبِحَقِّ فَاطِمَةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَبِحَقِّ
 محمد اور بواسطہ مومنوں کے امیر مسلم رقیہ کے بواسطہ زہرا کی دختر فاطمہ کے اور بواسطہ
 الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ فَإِنِّي بِهِمَا أَلُوِّجُهُ إِلَيْكَ فِي مَقَامِي هَذَا وَبِهِمَا
 حسن و حسین کے کیونکہ میں نے انہی کے وسیلے تیری طرف رخ کیا اس جگہ جہاں کھڑا ہوں ان کو اپنا
 أَتَوَسَّلُ بِهِمَا لِنَشْفَعُ إِلَيْكَ وَبِحَقِّهِمَا اسْأَلُكَ وَأُقْسِمُ وَأَعِزُّمُ
 وسیلہ بنایا انہی کو تیرے ہاں سفارشی بنایا اور بواسطہ ان کے حق کے تیرا سوال ہوں اسی کی قسم دیتا ہوں اور تجھ سے
 عَلَيْكَ وَبِالشَّيْءِ الَّذِي لَهُمْ عِنْدَكَ وَبِالْقَدْرِ الَّذِي لَهُمْ عِنْدَكَ وَبِالَّذِي
 طلب رکھتا ہوں واسطہ ان کی شان کا جو تیرے ہاں رکھی ہیں واسطہ اس مرتبے کا جو تیرے حضور رکھتے ہیں کہ جس سے تو نے ان کو جہانوں
 فَضَّلْتَهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ وَبِأَسْمِكَ الَّذِي جَعَلْتَهُ عِنْدَهُمْ وَبِهِ خَصَصْتَهُمْ
 میں بڑائی دی اور واسطہ تیرے اس نام کا جو تو نے ان کے ہاں قرار دیا اور اس کے نفعیے ان کو جہانوں
 دُونَ الْعَالَمِينَ وَبِهِ أَبْنَيْتَهُمْ وَأَبْنَيْتَ فَضْلَهُمْ مِنَ الْعَالَمِينَ حَتَّى قَافَ
 میں خصوصیت عطا فرمائی ان کو تازنیا اور ان کی بڑائی کو جہانوں میں سب سے بڑھا دیا یہاں تک کہ ان کی
 فَضْلُهُمْ فَضْلَ الْعَالَمِينَ جَمِيعًا اسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَ
 بڑائی تمام جہانوں میں سب سے زیادہ ہو گئی سوال کرتا ہوں تجھ سے کرمیت نازل کر محمد و آل محمد پر اللہ
 أَنْ تَكْثِفَ عَنِّي عَنِّي وَهَوِّنْ وَكَفِّرْ عَنِّي وَتَكْفِيَنِي الْهَمَّ مِنْ أُمُورِي
 یہ کہ دور فرما دے میرا غم ہر اندیشہ اور ہر دکھ اور میری مدد کر ہر دشوار کام میں

وَتَقْضِي عَنِّي دِينِي وَتُخَيِّرْ بَيْنَ الْفَقْرِ وَتُخَيِّرْ بَيْنَ الْفَقَاةِ وَتُخَيِّرْ بَيْنَ عَيْنِ
 براؤں اور دے بنا دے مجھ کو نگلہ سستی سے بچا مجھ کو ناداری سے اور بے نیاز کر دے
 الْمُسْئَلَةَ إِلَى الْمَخْلُوقِينَ وَتَكْفِيَنِي هَمَّ مَنْ أَخَافُ هَمَّهُ وَعُسْرَ مَنْ أَخَافُ عُسْرَهُ وَحُزْنَ مَنْ
 مجھ کو لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلا دے اور میری مدد فرما اس اندیشے میں جس سے ڈرتا ہوں اور اس تنگی میں جس سے
 مَنْ أَخَافُ حُزْنَ نَفْسِهِ وَشَرَّ مَنْ أَخَافُ شَرَّهُ وَمَكْرَ مَنْ أَخَافُ مَكْرَهُ وَ
 پریشان ہوں اس غم میں جس سے گھبراتا ہوں اس تکلیف میں جس سے خوف کھاتا ہوں اس ہی تدبیر میں جس کو دبا دیتا ہوں
 بَنِي وَمَنْ أَخَافُ بَغْيَهُ وَجَوْرَ مَنْ أَخَافُ جَوْرَهُ وَسُلْطَانَ مَنْ أَخَافُ
 اس ظلم میں جس سے بھاہتا ہوں اس جبر واد میں جس سے ترسا ہوں اس کے قابو پانے میں جس کے قابو پانے
 سُلْطَانَهُ وَكَيْدَ مَنْ أَخَافُ كَيْدَهُ وَمَقْدَرَةَ مَنْ أَخَافُ مَقْدَرَتَهُ عَلَيَّ
 سے ہراساں ہوں اس فریب میں جس سے خائف ہوں اس کی قوت میں جس کے خود پر قوت پانے سے ڈرتا ہوں
 وَتُرْذِعْنِي كَيْدَ الْكَيْدَةِ وَمَكْرَ الْمَكْرَةِ اللَّهُمَّ مَنْ أَرَادَنِي فَارْزُدْهُ وَمَنْ
 دور کر مجھ سے جال دانوں کے جال اور فریب کاروں کے فریب کو اے مہربان جو میرے لیے برحقہ کر دے اس کا قصہ کر دو
 كَادَنِي وَكَيْدَهُ وَأَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُ وَمَكْرَهُ وَبِأَسْمِكَ وَأَمَانَتِهِ وَأَمْنَعُهُ
 مجھے دھوکہ دے تو اسے دھوکہ دے اور دور کر دے مجھ سے اس کے دھوکے فریب سستی اور اس کی براندازی کو رکھ دے اسے مجھ
 عَنِّي كَيْفَ شِئْتُ وَأَنِّي شِئْتُ اللَّهُمَّ اسْأَلُكَ عَنِّي يَفْقِرُ لَا تَجْبُرُهُ وَبِإِلَهِ
 سے جس طرح تو چاہے اور جہاں تو چاہے اے مہربان! اس کو یہ خیال مٹا دے ایسی ناداری سے جو دور تر ہو ایسی
 لَا تَسْرُهُ وَبِإِقَابِهِ لَا تَسُدُّهَا وَبِإِسْقَامِهِ لَا تَعَارِفُهُ وَذَلَّ لَا تُعِزَّهُ وَبِإِسْكِنِهِ
 مسیت سے مجھے تو ڈھالے ایسے نگلہ سستی سے مجھے تو ڈھالے ایسی باری سے جس سے تو نہ بچا کر ایسی ذات سے جس میں تو
 لَا تَجْبُرُهَا اللَّهُمَّ أَصْرِبْ بِالذَّلِّ لِنَصَبِ عَيْنِيهِ وَأَدْخِلْ عَلَيْهِ الْفَقْرَ فِي
 موت نہ مٹا ایسی بچکی سے مجھے تو دور کر دے اے مہربان! اس کے سامنے ظاہر کر دے اس کے گھمبے غرور و فساد کو داخل کر
 مَزِيلِهِ وَالْعِلَّةَ وَالسَّقَمَ فِي بَدَنِهِ حَتَّى تَشْغَلَهُ عَنِّي بِشْغَلٍ شَاغِلٍ لَا
 نے اور اس کے بدن میں دکھ اور بیماری پیدا کر دے یہاں تک کہ مجھے بھول کر اے اپنی ہی بڑ جائے کر اے بڑائی کا
 فَرَاغَ لَهُ وَالنَّسِيمَ وَكَرِي كَمَا أُنْسِيَتْ ذِكْرَكَ وَخَذْ عَنِّي بِسْمِعِهِ
 موقع نہ لے اسے میری یاد جلا دے جیسے اس نے تیری یاد بھلا رکھی ہے اور میری طرف سے اس کے کان اس

وَبَصَرِهِ وَلِسَانِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَلْبِهِ وَجَمِيعِ جَوَارِحِهِ وَأَدْخَلَ عَلَيْهِ فِي
 كِلَيْهِمَا اس کی زبان اس کے ہاتھ اس کے پاؤں اس کا دل اور اس کے تمام اعضاء کو مدد دے اور وارڈ کر دے
 جَمِيعِ ذَلِكَ الشَّقْمَ وَلَا تَشْفِهِ حَتَّى تَجْعَلَ ذَلِكَ لَكَ شُغْلًا شَاغِلًا بِهِ عَنِّي
 ان سب پر مامی اور اس سے اسے شفاء دے یہاں تک کہ خدا سے اس کے لیے ایسی شغلی چیزیں ہو جائیں کہ وہ بڑا بے کوفہ ہے
 وَعَنْ ذِكْرِي وَكَفَنِي يَا كَافِي مَا لَا يَكْفِي سِوَاكَ فَإِنَّكَ الْكَافِي
 اور میری یاد سے غافل ہو جائے اور میری مدد کر لے مددگار کرتے سوا کوئی مددگار نہیں کیونکہ تو میرے لیے کافی ہے
 لَا كَافِي سِوَاكَ وَمَقَرِّجٌ لَّامَقَرِّجٍ سِوَاكَ وَمُغِيثٌ لَّا مُغِيثَ سِوَاكَ وَ
 میرے سوا کوئی کافی نہیں و کشائش کرنے والا ہے میرے سوا کشائش کرنے والا نہیں تو میرے سوا فریاد رس نہیں تو
 جَارٌ لَّا جَارَ سِوَاكَ خَابَ مَنْ كَانَ جَارُهُ سِوَاكَ وَمُغِيثُهُ سِوَاكَ وَمَقَرِّعُهُ
 بنا دینے والا ہے کوئی اور نہیں نا امید ہوا جس کو بنا دینے والا نہیں جس کا فریاد رس تو نہیں جو مجھ سے کسی سے
 إِلَى سِوَاكَ وَمَهْرَبُهُ إِلَى سِوَاكَ وَمَلْجَأُهُ إِلَى غَيْرِكَ وَمَنْجَاهُ مِنْ مَخْلُوقٍ
 فریاد کرے جو سولے تیرے کسی کی طرف بھاگے جو سولے تیرے کسی کی بنا لے اور جیسے بھلے والا سولے تیرے کوئی
 غَيْرِكَ فَأَنْتَ ثِقَتِي وَرَجَائِي وَمَقَرِّعِي وَمَهْرَبِي وَمَلْجَأِي وَمَنْجَأِي فَبَلِّغْ
 اور جو کیونکہ تو ہی میرا ہوا میری امید گاہ میری جاسے فریاد میرے دل کی جگہ اور میری بنا گاہ ہے تو مجھے نجات دینے
 اسْتَفْتِحْ وَبَلِّغْ اسْتَنْجِحْ وَبِمُحَمَّدٍ وَإِلَى مُحَمَّدٍ اَلتَّوَجُّهُ إِلَيْكَ وَالْوَسْلُ
 والا ہے نجات کا طالب ہوں اور کیا ایسا بچا ہوں میں محمد و آل محمد کے ذریعے تیری طرف آیا اور انہیں دیارینا
 وَأَتَشَفَّعُ فَاسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ
 اور شفا چاہتا ہوں پس سوال ہے تجھ سے اے اللہ اے اللہ میں محمد اور محمد کے لیے ہے
 وَإِلَيْكَ الْمُسْتَعَانُ فَأَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ
 تجھ سے شکایت کی جاتی ہے اور تو ہے مدد کرنے والا پس سوال کرتا ہوں تجھ سے اے اللہ اے اللہ اے اللہ
 بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَإِلَى مُحَمَّدٍ أَنْ تَصِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَإِلَى مُحَمَّدٍ وَأَنْ تُكْشِفَ
 بواسطہ محمد و آل محمد کے یہ کرمیت نازل فرما سلا محمد و آل محمد پر اللہ در کرے تو
 عَنِّي غَيْبِي وَهَيْبِي وَكَرْبِي فِي مَكَانِي هَذَا كَمَا كَشَفْتَ عَنْ نَبِيِّكَ هَمَّةً
 بلغم میرا انہیں اور میرا کھ اس جگہ جہاں کھڑا ہوں جیسے تُو لے دو رکھا تھا اپنے نبی کا اندیشہ

وَعَمَّةً وَكَرْبَةً وَكَفَيْتَهُ هَوْلَ عَذْرِهِ فَاكْشِفْ عَنِّي كَمَا كَشَفْتَ عَنْهُ
 ان کاظم اور ان کی کجی اور دشمن سے خوف میں ان کی مدد فرمائی پس دور کر میری مشکل جیسے ان کی مشکل دور کر
 وَفَرِّجْ عَنِّي كَمَا فَرَّجْتَ عَنْهُ وَكَفِنِي كَمَا كَفَيْتَهُ وَأَصْرِفْ عَنِّي هَوْلَ
 اور کشائش دے مجھ کو جیسے ان کو کشائش دی تھی اور میری مدد کر جیسے ان کی مدد فرمائی میرا خوف دور کر
 مَا أَخَافُ هَوْلَهُ وَمُؤْنَتَهُ مَا أَخَافُ مُؤْنَتَهُ وَهَمَّهُ مَا أَخَافُ هَمَّهُ بَلَا
 جیسے ان کا خوف دور فرمایا میری تکلیف دور کر جیسے ان کی تکلیف دور فرمائی اور وہ اندیشہ شامس سے ڈرتا ہوں میرا
 مُؤْنَتَهُ عَلَى نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ وَأَصْرِفْنِي بِقَضَاءِ حَوَائِجِي وَصَفَائِهِ مَا
 کہ اس سے مجھے کوئی نفع اٹھائی پڑے مجھے بھلا جگہ میری حاجات پوری ہو جائیں جس امر کا اندیشہ ہے
 أَحْتَنِي هَمَّهُ مِنْ أَمْرِ الْخَرَقِ وَذُنْيَايَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَيَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ
 اس میں مدد دے میرے دنیا و آخرت کے تمام تر معاملات میں اے رسول کے امیر اور لے اے عبداللہ
 عَلَيْكَ مِنِّي سَلَامُ اللَّهِ أَبَدًا مَا بَقِيَْتُ وَبَقِيَ اللَّيْلُ وَالتَّهَارُ وَلَا جَعَلَهُ
 آپ پر میری موت سے خدا کا سلام ہمیشہ ہمیشہ جب تک زندہ ہوں اور رات دن باقی ہیں اور خدا میری اس
 اللَّهُ أَخِرَ الْعَهْدِ مِنْ زِيَارَتِكَ كَمَا وَلَا فَرَّقَ اللَّهُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ اللَّهُمَّ
 زیارت کو آپ دونوں کے لیے میری آخری زیارت دینا ہے اور میرے اور آپ کے درمیان جدائی نہ ڈالے اے مہربان
 أَحْيِنِي حَيَوَةَ مُحَمَّدٍ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَمِتْنِي مِمَّا نَهَيْتَهُمْ وَكَوَفْنِي عَلَى مِلَّتِهِمْ
 مجھے زندہ رکھ محمد اور ان کی اولاد کی طرح مجھے اپنی جیسی موت دے مجھے ان کا رخص پر وفات دے
 وَأَحْشُرْنِي فِي مَرْمَرَتِهِمْ وَلَا تَفَرِّقْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا فِي
 مجھے ان کے گرد میں حضور نما اور محمد میں ان میں جدائی نہ ڈال ایک پل کی بھی دنیا اور
 الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَيَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَتَيْتُكُمْ زَائِرًا وَمُتُّوَنِي لَكُمْ
 آخرت میں اے امیر المؤمنین اور اے اباعبداللہ میں آپ دونوں کی زیارت کیا کہ اس کو خدا کے اہل
 إِلَى اللَّهِ رَبِّي وَسَيِّدِكُمْ وَمُتُّوَجِّهًا إِلَيْهِ بِكُمْ وَمُسْتَشْفِعًا بِكُمْ إِلَى اللَّهِ
 دیا بناؤں جو میرا اور آپ کا رب ہے میں آپ کے لیے اس کی طرف توجہ ہوا اور آپ دونوں کو خدا کے اہل ساری
 فِي مَا جِئْتُ هَذِهِ فَاشْفَعَالِي فَإِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ وَ
 بنا ہوں اپنی حاجت کے لیے پس میری سفارش کریں کہ آپ دونوں خدا کے حضور پہنچے یہ مقام بہت

الْبَاهُ الْوَجِيهَ وَالْمَنْزِلَ الرَّفِيعَ وَالْوَسِيلَةَ اِنِّي اَتَقَلَّبُ عَنْكُمْ مَنظُرًا
 زیادہ اُپر دہشت اور مجاہدہ اور حکم تعلق رکھتے ہیں بے شک میں ہلٹ رہا ہوں آپ دونوں کے ہاں سے
 لَتَجْزِي الْحَاجَتِ وَقَضَائُهَا وَنَجَاحُهَا مِنْ اِلَهٍ بِشَفَاعَتِكُمَا اِلَى اِلَهٍ
 اس انتظار میں کہ میری حاجت روا ہو پوری ہو اور مردہ اُترے خدا کے ہاں سے آپ کی شفاعت کے ذریعے جو میرے حق میں آپ
 فِيْ ذٰلِكَ فَلَا اُخِيْبُ وَلَا يَكُوْنُ مُنْقَلِبِيْ مُنْقَلِبًا خَائِبًا خَاسِرًا نُّبَلِّ
 خدا کے ہاں نہ کریں گے لہذا میں بالکل یقین اور دہریہ دلیلی ایسی ایسی ہے جس میں ناکامی و ناکامی ہو
 يَكُوْنُ مُنْقَلِبِيْ مُنْقَلِبًا رَاجِعًا مُّغْلِبًا مُّنْجِحًا مُّسَبِّحًا بِاَلْقَصَا جَمِيعِ حَوَائِيْ
 دلیلی ایسی ہے جو میری نفع مند کامیاب قبول و دعا کی حامل میری تمام حاجتیں پوری ہونے کے ساتھ ہے
 وَكَشَفْعَالِيْ اِلَى اِلَهٍ اَتَقَلَّبْتُ عَلَى مَا شَاءَ اِلَهٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاِلَهٍ مَّقْوَمًا
 جبکہ آپ خدا کے ہاں میرے سفارشی میں ہیں پٹ رہا ہوں اس امر پر جو خدا ہے اور نہیں حرکت و قوت گمراہی سے ملتی ہے میرے
 اَمْرِيْ اِلَى اِلَهٍ لِّجَلِّيْ اَعْلَى اِلَى اِلَهٍ مُّتَوَكِّلًا عَلَى اِلَهٍ وَاَقُوْلُ حَسْبِيَ اِلَهٌ وَكُفِيَ سَبْعَ اِلَهٍ لِّمَنْ
 اپنا اسلحہ خدا کے سپرد کر دیا اس کا اُسر لے کر کہ خدا پوری جہود رکھتا ہوں اور کیا ہوں خدا پر اور اوراد مجھے کافی ہے خدا
 دَعَا لِيْمْسِيْ وَرَأَى اِلَهٌ وَرَأَى اِلَهٌ يَّسَادِقِيْ مُنْقَلِبِيْ مَا شَاءَ رَبِّيْ كَانَ وَمَا لَمْ
 خدا ہے جسے بلائے میرا کہ وہ کائنات میں سوائے خدا کے اور سوائے آپ کے میرے سردار و میرزا ہے جسے وہ جانتا ہے اور جو وہ
 يَسْأَلُ عِيْكَنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاِلَهٍ اَسْتُوْدِعُكُمْ اِلَهٌ وَلَا جَعَلَهُ
 پانچ نہیں ہوتا اور میں نے حرکت و قوت گمراہی سے ملتی ہے میں آپ دونوں کو کہہ رہا ہوں اور خدا اس کو
 اِلَهٌ اَخِرَ الْعَهْدِ مَعِيَ اِلَيْكُمْ اَنْصَرَفْتُ يَا سَيِّدِيْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ
 آپ کے ہاں میری آخری حاضری قرار دے دے میں واپس جاتا ہوں میرے آقا لے سونوں کے امیر اور
 مَوْلَايْ وَاَنْتَ يَا اَبَا عَبْدِ اِلَهٍ يَا سَيِّدِيْ وَسَلَامِيْ عَلَيْكُمْ مَّتَّصِلٌ
 میرے دو گار اور آپ ہیں میرے ابا و اجداد اللہ میرے سردار میرا سلام ہو آپ دونوں پر متواتر جب تک
 اَتَّصِلُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَاصِلٌ ذٰلِكَ اِلَيْكُمْ اَعِيْزٌ مَّحْجُوْبٌ عَنْكُمْ
 جڑواں ہیں رات اور دن یہ سلام آپ دونوں کو پہنچا ہے کہیں نہ پائے آپ پر یہ سلام
 سَلَامِيْ اِنْ شَاءَ اِلَهٌ وَاسْأَلُهُ بِحَقِّكُمْ اَنْ يَّشَاءَ ذٰلِكَ وَيَعْمَلَ فَاِنَّهُ
 اگر خدا چاہے اس سوال کرتا ہوں اس سے بواسطہ آپ کے کہ وہ میری پاس ہے اور یہی کرے کیونکہ وہ

حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ اِنْ قَلْبْتُ يَا سَيِّدِيْ عَنْكُمْ اَنَا عَمَّا حَامِدًا اِلَهٌ شَاكِرًا رَّاجِعًا
 حمد والا بزرگی والا میں آپ کے ہاں سے جانا ہوں میرے سردار و خدا سے توبہ کرنا اس کا حمد کرتا ہوا شکر کرتا ہوا قبولیت کا امید
 اِلَّا جَابَةً غَيْرَ اَيْسٍ وَلَا قَانِطًا اَيْبًا غَارِدًا اَرَا جَعًا اِلَى زِيَارَتِكُمَا غَيْرَ رَاغِبٍ
 نہ کرنا ناامید و مایوس پھر آنے آپ کی زیارت کرنے کے ارادے سے نہ آپ سے
 عَنْكُمْ وَلَا مِنْ زِيَارَتِكُمَا بَلْ رَاجِعٌ عَائِدٌ الشَّاءَ اِلَهٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
 اور خدا آپ کی زیارت سے منہ موڑے ہوئے بلکہ دوبارہ آنے کے لیے اگر خدا چاہے اور نہیں حرکت و قوت
 اِلَّا بِاِلَهٍ يَّسَادِقِيْ رَغِبْتُ اِلَيْكُمْ وَ اِلَى زِيَارَتِكُمَا بَعْدَ اَنْ زَهَدْتُ فِيْكُمْ
 گمراہی سے ملتی ہے میرے سردار میں شائق ہوں آپ کی زیارت کا جسکے بے رغبت ہو گئے ہیں آپ سے
 وَفِيْ زِيَارَتِكُمَا اَهْلَ الدُّنْيَا فَلَاحِظِيْ اِلَهٌ مَا رَجَوْتُ وَمَا اَمَلْتُ فِيْ
 اور آپ دونوں کی زیارت کرنے سے یہ دنیا والے پس نہ کرے خدا کے امید اس سے جس کی امید و آئندہ رکھتا ہوں جہنم
 زِيَارَتِكُمَا اِنَّهُ قَرِيْبٌ جَنِيْبٌ
 آپ کی زیارت بیشک وہ نزدیک تر ہے قبول کرنے والا

زیارت عاشورا کے فوائد

سیف ابن عمیر و کتبائے کہ میں نے صفوان سے کہا کہ علقمہ ابن محمد نے تو امام محمد باقر علیہ السلام
 سے یہ دعا ہمارے لیے نقل نہیں کی بلکہ اس نے صرف زیارت عاشورا ہی بیان کی ہے صفوان نے کہا
 کہ میں اپنے سردار امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ اس مقام پر آیا تھا تو آپ نے یہی عمل کیا جو ہم
 نے کیا ہے یعنی اس طرح زیارت پڑھی اور پھر دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد یہی دعائے دعا پڑھی تھی
 بیساکہ ہم نے نماز پڑھی اور دعا پڑھی ہے صفوان نے مزید کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے
 مجھ سے فرمایا تھا کہ اس زیارت اور دعا کا پڑھنا اپنا شیعوہ بالو اور اس طرح زیارت کیا کہ وہ پس ضروری
 ضامن ہوں خدا کی جانب سے ہر اس شخص کے لیے جو اس طرح زیارت کرے اور اسی طرح دعا پڑھے
 دو یا زائد ایک سے تو اس کی زیارت قبول ہوگی اس کا سلام حضرت تک پہنچے گا اور نا مقبول نہ ہوگا جب
 بھی وہ خدا سے حاجت طلب کرے گا وہ پوری ہوگی اور خدا نے تعالیٰ اسے مایوسی کے عالم میں نہ پائے

دہلنا لگا۔ اسے صفوان! میں نے اسی ضمانت کے ساتھ یہ زیارت اپنے والد گرامی امام علی ابن الحسین علیہ السلام کے سستی انہوں نے اسی ضمانت کے ساتھ امام حسین علیہ السلام سے انہوں نے اسی ضمانت کے ساتھ اپنے برادر امام حسن علیہ السلام سے انہوں نے اسی ضمانت کے ساتھ اپنے والد بزرگوار امیر المومنین علیہ السلام سے انہوں نے اسی ضمانت کے ساتھ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سے اور آنحضرت نے اسی ضمانت کے ساتھ جبریل اور جبریل نے اسی ضمانت کے ساتھ یہ زیارت خداوند عالم سے سستی کہ یقیناً حق تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص یہ زیارت پڑھے گا، امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے دور یا نزدیک سے اور پھر یہی دعا پڑھے تو میں اس کی زیارت مقبول قرار دوں گا۔

اس کی ہر طلب پوری کروں گا وہ جتنی بھی جو اس کا سوال پورا کروں گا اور وہ میری بارگاہ سے مایوس و ناگام نہیں پلٹے گا بلکہ وہ چشم روشن واپس جائے گا کہ اس کی حاجت روا ہو چکی ہوگی وہ حصول جنت میں کامیاب اور جہنم سے آزاد شدہ ہوگا۔ میں اس کی شفاعت قبول کروں گا سوائے دشمن اہل بیت کے وہ جس کے حق میں بھی کرے گا، خدا نے تعالیٰ نے اپنی ذات برحق کی قسم کھائی اور میں اس پر گواہ بنایا ہے کہ جس کی اس کے ملائکہ نے گواہی دی ہے، جبریل نے یہ بھی کہا کہ یا رسول اللہ! خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ کو بشارت فوعل اور سرور کروں۔ نیز اس لیے بھیجا ہے کہ علی وفاطمہ حسن و حسین اور محمد بن عبدالمصطفیٰ اور آپ کے شیعوں کی یہ مسرت و شادمانی تا قیامت بحال اور قائم رہے۔ اس کے بعد صفوان نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے صفوان! جب میری بارگاہ الہی میں تجھے کوئی حاجت درپیش ہو کرے تو تم بھی جگہ پر جو وہاں یہ زیارت اور یہ دعا پڑھو اور پھر جو حاجت بھی ہو خدا سے طلب کرو تو وہ پوری کی جائے گی اور حق تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سے عطا و بخشش کا جو وعدہ کر رکھا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ و الحمد للہ!

مؤلف کہتے ہیں: نجم الثاقب میں حاج سید احمد رشتی کے سفر حج کے ذیل میں حضرت صاحب العصر اروا ستافذہ سے ان کے شرف ملاقات کی حکایت درج ہے، جس میں امام العصر علیہ السلام کا یہ فرمان نقل ہوا ہے کہ تم عاشورا کیوں نہیں پڑھتے عاشورا عاشورا اور انشاء اللہ یہ یہ حکایت زیارت جامعہ کبیرہ کے ساتھ نقل کریں گے۔ تاہم جائے استاد ثقت الاسلام نورانی کا ارشاد ہے کہ زیارت عاشورا کے مرتبہ و فضیلت میں اتنا ہی کافی ہے کہ یہ زیارت دیگر زیارتوں کی طرح مصدوم کی طرف سے صرف ظاہری

الطہر و انشاء نہیں گو کہ ان کے پاک دلوں سے جو بات نکلتی ہے وہ عالم بالا سے آتی ہے لیکن یہ زیارت اہادیہ قدسیہ میں سے ہے جو اسی ترتیب سے زیارت ولعت اور سلام و دعا کے ساتھ ذات اہدیہ سے جبریل امین تک اور ان سے حضرت فاطمہ الزہراءؑ تک پہنچی ہے۔ اس کے تجربہ و آزمائش کے مطابق چالیس روز یا اس سے کم دنوں تک اس کو روزانہ پڑھنا حاجتوں کے پورا ہونے اور مقاصد کے برآئے اور دفعہ دشمن کے لیے بے خطا اور بے نظیر ہے لیکن سب سے بڑا فائدہ جو اس کے متواتر پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے وہ وہی ہے جسے میں نے کتاب و ارشاد میں درج کیا ہے جو مختصراً یوں ہے، کہ ثقت صالح متقی حاج ملاسن یزدی جو پارسا افراد میں سے تھے اور نجف اشرف میں اقامت کے ساتھ عبادت و زیارت میں مصروف رہا کرتے تھے انہوں نے ثقت ابن حاج محمد علی یزدی سے نقل کیا ہے جو مرد فاضل صالح تھے اور یزدی ہمیشہ آخرت کی بھلائی کی خاطر مشغول عبادت رہتے تھے یزد کے باہر واقع مقبرہ جس میں بہت سے صالحین مدفون ہیں اور اسے مزار سنتے ہیں اس میں راتیں گزارتے تھے ان کا ایک بھائی تھا جو ان کے ساتھ پروان چڑھا اور وہ دونوں ایک ہی استاد کی شاگردی میں رہے جب وہ جوان ہوا تو اس نے فوعلی عشر کا شغل اختیار کیا اور پھر اسی کام میں دنیا سے بل بسا وہ اسی جگہ کے قریب دفن ہوا جہاں یہ مرد صالح لائق کو عبادت کرتے تھے۔ اس کی مرگ پر ابھی ایک ماہ نہ گزر رہا تھا کہ اس نیک شخص نے اسے عدہ بہا اور بہترین حالت میں دیکھا تب وہ اس کے قریب گئے اور اس سے کہا کہ میں تمہارے آغاز و انجام زندگی سے واقف ہوں اور تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں کہ تم ایسے لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں یہ خیال کیا جائے کہ ان کا باطن صاف ہے نیز جو پیشہ تم نے اختیار کر رکھا تھا اس کا تقاضا بھی یہ تھا کہ تم عذاب میں پڑے رہتے۔ پس وہ کونسا عمل ہے جس کے ذریعے تم اس مرتبہ پر پہنچے ہو؟ اس نے کہا کہ معاملہ ایسا ہی تھا جیسے آپ نے فرمایا ہے اور جب سے قبر میں آیا ہوں بڑے ہی سخت عذاب میں رہا ہوں یہاں تک کہ کل استاد اشرف ہوا کی بیوی یہاں دفن کی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی جائے دفن کی طرف اشارہ بھی کیا جو وہاں سے سو گز کے فاصلے پر تھی۔ پھر بتایا کہ دفن کی رات میں امام ابو عبد اللہ احسن علیہ السلام نے تین بار اس عاقول کی خبر گیری فرمائی جب تیسری نعرہ تشریف لائے تو آپ نے حکم فرمایا کہ اس قبرستان پر سے عذاب اٹھا دیا جائے چنانچہ اس وقت سے ہم سبھی اہل قبور کی حالت بہتر ہو گئی اور ہم نعمت و رحمت میں بسر کر رہے ہیں اس پر وہ مرد صالح حیرت زدہ ہو کر بندہ رہ گئے جبکہ وہ نہ اس

امام حسینؑ کی زیارت کے خاص اوقات

مؤلف کہتے ہیں کہ ان اوقات کے علاوہ کہ جو ذکر ہوئے ہیں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے دیگر خاص اوقات اور بابرکت شب درود بھی ہیں جن میں آپ کی زیارت کرنا افضل ہے خصوصاً وہ دن اور راتیں جو حضرت کے ساتھ نسبت رکھتی ہیں مثلاً روزِ مبارک، آیہ تھلانیؑ کے نزول کا دن، آپ کی ولادت کی رات اور مجر کی راتیں ہیں۔ جیسا کہ ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہر شب جمعہ میں امام حسین علیہ السلام پر نظرِ کرم فرماتا ہے اور تمام نبیوں اور ان کے وصیوں کو آپ کی زیارت کرنے کے لیے بھیجتا ہے۔ ابنِ قولویہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا جو شخص شبِ جمعہ میں روضہ امام حسینؑ کی زیارت کرے تو وہ ضرور بخشا جائے گا اور وہ دنیا سے ایسی درمندی کی حالت میں نہیں جائے گا اور جنت میں اس کا گھر امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔ اعش کی خبر میں آیا ہے کہ اس کے ہمسائے نے اس سے کہا، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آسمان سے اوراق گر رہے ہیں جن پر ہر اس شخص کے لیے امان نامہ لکھا ہوا ہے جو شبِ جمعہ میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے۔ آئندہ صفحات میں کائنات کے اعمال کے ذیل میں حاجی علی بغدادی کی حکایت میں اس امر کی طرف اشارہ کیا جائے گا اور ان اوقات زیارت کے علاوہ دیگر بہترین اوقات کا ذکر بھی آئے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا کوئی ایسا وقت ہے جو دوسرے اوقات سے بہتر ہو؟ آپ نے فرمایا، حضرت کی زیارت ہر وقت اور زمانے میں کرو کہ آپ کی زیارت ایک عملِ خیر ہے جو اس کو جتنا زیادہ بجالائے گا وہ اتنی ہی زیادہ نیکی حاصل کرے گا اور جو اسے کم بجالائے گا وہ کم نیکی حاصل کرے گا۔ پس تم کو کشش کر دے کہ حضرت کی زیارت ان بابرکت اوقات میں کرو جن میں اعمالِ خیر کا ثواب کی گنا بڑھ جاتا ہے۔ انہی مبارک اوقات میں ملائکہ آسمان سے اتر کر حضرت کی زیارت کرتے ہیں، لیکن ان اوقات کے لیے کوئی زیارت مخصوص منقول نہیں ہے۔ البتہ تین شعبان کہ جو امام حسین علیہ السلام کا یومِ ولادت ہے اس کے لیے ناحیہ مقدس سے ایک دعا صادر ہوئی ہے جو اس دن پڑھنا چاہیے اور ہم وہ دعا شعبان کے اعمال میں نقل کر آئے ہیں یہ بھی جانتا چاہیے کہ حضرت کی زیارت کر بلائے معافی میں پڑھنے کے علاوہ دوسرے

لوہار کو جانتے تھے نہ اس کے گھر کی جانے وقوع سے واقف تھے۔ پس وہ لوہاروں کے بازار میں گئے اور جستجو کی تو اس عورت کا خاوند انہیں مل گیا، انہوں نے پوچھا کہ تم ساری کوئی بیوی تھی؟ اس نے کہا ہاں وہ کل فوت ہو گئی اور اسے فلاں جگہ دفن کیا گیا ہے، ان بزرگ نے پوچھا کہ آیا وہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو گئی تھی اس نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کیا وہ ذکر و مصائب کیا کرتی تھی؟ اس نے کہا نہیں، انہوں نے دریافت کیا آیا وہ مجلسِ عزاء پر آتی تھی؟ اس نے کہا نہیں، تب لوہار کہنے لگا کہ آپ کس بات کی جستجو میں ہیں؟ ان بزرگ نے اسے اپنا خواب سنایا تو وہ کہنے لگا کہ میری بیوی ہمیشہ زیارتِ عاشورا پڑھا کرتی تھی۔

شہروں میں پڑھنے کی بھی بڑی تفصیلت ہے، اس ضمن میں یہاں ہم صرف دو روایتیں نقل کرتے ہیں جو الکافی، تہذیب اور الفقہ میں آئی ہیں۔

پہلی روایت

ابن ابی عمیر نے ہشام سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم میں سے جس کا راستہ دُور دراز ہو اور اس کے گھر سے ہمارے مزار تک سفر زیادہ ہو تو وہ اپنے مکان کی سب سے اونچی چھت پر جاتے اور دو رکعت نماز بجالا کر ہماری قبروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہم پر سلام بھیجے تو یقیناً اس کا سلام ہم تک پہنچ جاتا ہے۔

دوسری روایت

حنان ابن سدر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے محمد سے فرمایا کہ اے سدید! آیات ہر روز قبر حسین کی زیارت کرتے ہو، میں نے عرض کیا کہ نہیں کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! اس پر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ کس قدر جفا کار ہو۔ کیا ہر جمعہ کو زیارت کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ نہیں! آپ نے فرمایا کیا ہر ماہ زیارت کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ نہیں! آپ نے فرمایا تو کیا ہر سال زیارت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ کچھ سال ایسے تھے جن میں میں نے زیارت کی ہے تب آپ نے فرمایا کہ اے سدید! تم لوگ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیسی جفا کرتے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدائے تعالیٰ نے میں ہزار فرشتے مقرر کیے ہیں اور تہذیب فقیہ میں ہے کہ وہ دس ہزار فرشتے ہیں کہ جن کے بال بکھرے ہوئے اور خاک آلود ہیں۔ وہ حضرت پر گریہ کرتے ہیں۔ آپ کی زیارت کرتے ہیں اور کبھی سست نہیں ہوتے۔ پس اے سدید! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ہر جمعہ کو پانچ مرتبہ اور ہر دن میں ایک مرتبہ روضہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی کہ آپ پر نڈا ہو جاؤں! ہمارے اور حضرت کے روضہ کے درمیان کئی فرسخ کا فاصلہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے گھر کی چھت پر جاؤ پھر دائیں بائیں نظر کرو اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرو اور حضرت کے روضہ اقدس کی سمت اشارہ کر کے کہو: اَللّٰهُمَّ عَلَيكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ پس اس سے

تمہارے لیے ایک زیارت لکھی جائے گی اور وہ زیارت حج و عمرہ کے برابر ہوگی، سدید کا بیان ہے کہ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ میں بیٹے میں ہیں مرتبہ سے بھی زیادہ یہ عمل کیا کرتا تھا۔

اضافی بیان — قبر حسین کی خاک کے فوائد —

جاننا چاہیے کہ ایسی بہت سی روایات آئی ہیں کہ جن کے مطابق امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کی خاک میں سوائے موت کے ہر تکلیف اور مرض کیلئے شفا ہے اس میں ہر بلا و مصیبت سے امان اور ہر خوف و خطر سے تحفظ کی تاثیر ہے، اس سلسلے میں اخبار و روایات متواتر ہیں اور اس مقدس خاک کی جو کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں وہ اتنی زیادہ ہیں کہ یہاں ان سب کا ذکر نہیں کیا جاسکتا۔ میری کتاب فوائد الرضویہ کے جو علماء امامیہ کے حالات میں ہے۔ میں نے اس میں محدث جلیل المقدیر آقا سید نعمت اللہ جزائری کے حالات میں لکھا ہے کہ انہوں نے حصولِ علم میں بڑی زحمت اٹھائی اور بہت تکالیف برداشت کی ہیں۔ آغازِ تعلیم میں چونکہ ان میں چرخ کے خریدنے کی سکت نہ تھی لہذا وہ چاند کی چاندنی میں بیٹھ کر کتے پڑھتے تھے، چاندنی میں بیٹھ کر اتنا زیادہ لکھنے پڑھنے کے نتیجے میں انکی آنکھوں کی بنیائی مژدہ ہو گئی۔ چنانچہ وہ اپنی بنیائی کی بجالی کے لیے امام حسین علیہ السلام کی قبر شریف کی خاک اور عراق میں واقع دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کی قبر کی خاک بطور سرمہ استعمال فرماتے تھے پس اس خاک کی برکت سے ان کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی میں نے لکھا ہے کہ مجھے زانے کے لوگ جو کفار و مشرکین کے ساتھ معاشرت رکھتے ہیں۔ ممکن ہے وہ اس کرامت پر تعجب کریں۔ حالانکہ کمال الدین دہلوی نے حیات السیوان میں تحریر کیا ہے کہ از دہا جب ہزار سال کا ہو جاتا ہے تو اس کی آنکھیں بے نور ہو جاتی ہیں جب خدائے تعالیٰ اسے یہ سوچ عطا کرتا ہے کہ وہ اپنے اندھے پن کو دور کرنے کے لیے اپنی آنکھیں رازیاں (ایک قسم کی گھاس) پر ملے، اس وقت وہ اثر دہا اندھا ہونے کے باوجود دیباہان سے نکل کر ان باغوں اور جگہوں کی طرف جاتا ہے۔ جہاں رازیاں گھاس پیدا ہوتی ہے۔ پس وہ طویل راہیں طے کر کے اس گھاس کے پاس پہنچتا اور اپنی آنکھیں اس پر ملتا ہے تو اس کی بنیائی پٹ آتی ہے۔ اس بات کو زخمی و غیرہ نے بھی نقل کیا ہے، ہاں اگر خدائے قدیر نے ایک گھاس میں یہ تاثیر رکھی ہے کہ اندھا اثر دہا اس کی تلاش میں جاتے تو اس کی آنکھیں پھر سے روشن

فہرست

3	سخن ناشر
5	مقدمہ
10	نبوت کا نورانی شجرہ
12	خدا کا خون
15	عظیم سوگ اور مصیبت عظمیٰ
21	ظلم اور ظالم سے نفرت اور اس پر لعنت کرنا
26	قتل عام کرنے اور اس کی بنیاد فراہم کرنے والے
31	خون و تلوار کی ولایت
36	کر بلا کا انتقام، حسین زمان کے ساتھ
39	تقرب کی سب سے پہلی شرط، برائت ہے
44	آل محمد اور زندگی و شہادت کا راستہ
48	بنی امیہ، شجرہ ملعونہ
53	دوستی اور دشمنی خدا کے ساتھ تقرب کا ذریعہ
58	پیمانہ و عہد کی تجدید اور میثاق کی تحکیم
62	سچے عاشقوں کا مقام، صبر و رضا کی منزل ہے

ہو جائیں تو اس میں کیا تعجب ہو سکتا ہے کہ فرزندِ انبیاء رسول جو خدا ہی کی راہ میں ایسے گئے ہیں ان کی قبور کی خاک میں وہ تمام بیماریوں کی شفا قرار دے اور ان کو برکات دینے والی بنادے تاکہ مہاجرین اہل بیت ان سے فائدہ اٹھائیں اور آرام و راحت حاصل کریں۔ یہاں ہم اس مضمون کی چند روایات نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

پہلی روایت

اس روایت میں کہا گیا ہے کہ جنت کی عوریں حبیب و محبتی ہیں کہ کوئی فرشتہ کسی مقصد سے زمین پر جا رہا ہے تو وہ اس سے عرض کرتی ہیں کہ ان کے لیے قبر حبیبت سے خاکِ شفا اور تسبیح بطور سوغات لے کر آئے۔

دوسری روایت

مستبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ ایک شخص نے بیان کیا: امام علی رضا علیہ السلام نے میرے لیے خراسان سے کچھ چیزیں ایک پوٹلی میں باندھ کر بھیجیں، میں نے اسے کھولا تو اس سے کچھ خاک نکلی تب میں نے اسے کر آنے والے آدمی سے پوچھا کہ یہ کیسی خاک ہے؟ اس نے کہا یہ امام حسین علیہ السلام کی قبر شریف کی خاک ہے۔ امام علی رضا علیہ السلام حبیب بھی کسی کی طرف کوئی چیز یا کپڑا وغیرہ بھیجتے ہیں تو یہ خاک بھی اس کے ساتھ رکھ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خدا کے اذن و مشیت سے یہ خاک بلاؤں سے امان کا ذریعہ ہے

زیارت عاشورا

65	عاشورا کے دن زیارت امام حسینؑ
73	زیارت عاشورا کے بعد کی دعا
79	زیارت عاشورا کے فوائد
83	امام حسینؑ کی زیارت کے خاص اوقات
85	اضافی بیان - قبر حسینؑ کی خاک کے فوائد